ماہنامہ

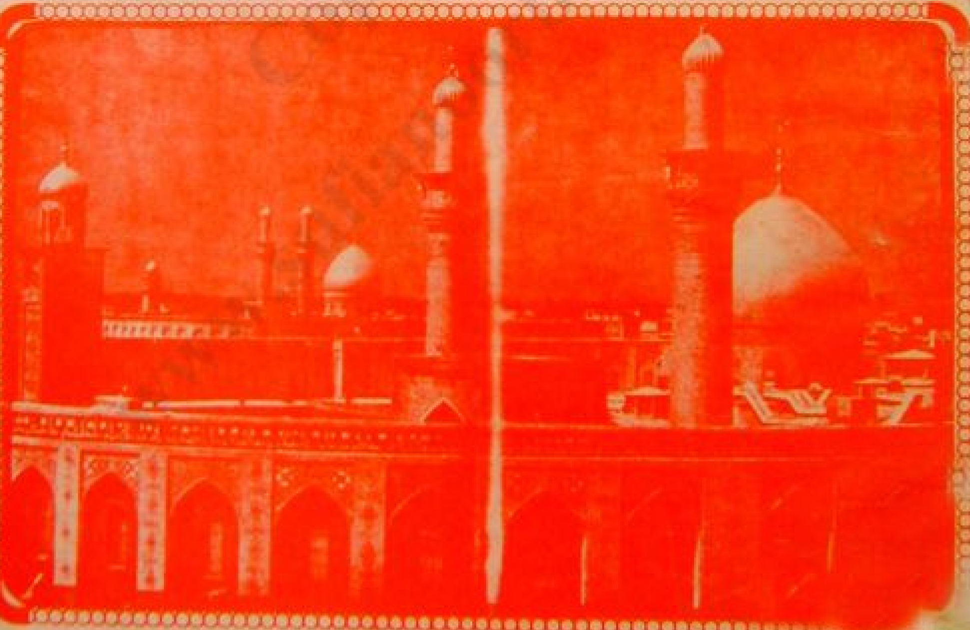
نوائے صوفیہ

انٹرنیشنل

اسلام آباد

شمارہ نمبر ۷۵ | قیمت پندرہ روپے | فروری، مارچ ۲۰۰۲ء

نقشِ الا اللہ بر صحرا نوشت
سطرِ عنوانِ نجاتِ ما نوشت



روضۂ مبارک امام صوفیاء حضرت امام حسین علیہ السلام

تعاون کی اپیل

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

مَنْ بَنٰی لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِی الْجَنَّةِ

ترجمہ: جس نے اللہ کے لئے مسجد تعمیر کی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔

عزیز دینی بھائیو!

مسجد کی انفرادی اور اجتماعی افادیت کا انکار نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ مسجد ہم سب کا مذہبی اور معاشرتی فلاحی مرکز ہے جو زیست و موت اور مشکل حالات میں امیدوں کا مرکز واحد آماجگاہ ثابت ہوتی ہے۔ مسجد ہی وہ جگہ ہے جس پر کسی کی اجاداری نہیں ہوتی بلکہ یہ خانۂ خدا ہے۔ یہاں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تعلیم دی جاتی ہے۔ انسان فانی ہے مگر یہ دینی ادارے اور مراکز باقی رہیں گے اور ہر وقت اور ہر قسم کے حالات میں اپنی خدمات فراہم کرتے رہیں گے۔

جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد سے متصل پلاٹ میں تعمیرات کے کام کا آغاز ہو چکا ہے۔ کچھ حد تک کام مکمل کر لئے ہیں، مثلاً فرش ڈالنے کا مرحلہ، جوتوں کے لئے ریک، میت کے غسل کے لئے جگہ اور ضروری ریپرنگ کا کام مکمل ہو چکا ہے تاہم ملحقہ پلاٹ کے ساتھ نمازیوں کے لئے وضو خانے کی تکمیل اور فنشنگ کا کام ادھورا پڑا ہے، جس کے لئے فنڈ درکار ہیں۔ بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا ضروری ہے کیونکہ نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے وضو کرنے کے لئے لائن لگانی پڑتی ہے، جس سے نمازیوں کو دشواری پیش آ رہی ہے۔ اس کے علاوہ خواتین کو عید اور ماتم کے مواقع پر یہ سہولت میسر آ سکے گی۔

لہذا تمام بھائیوں سے گذارش ہے کہ وہ اس صدقۂ جاریہ میں اپنا حصہ ڈالیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔ عوام سے التماس ہے کہ وہ اپنا چندہ بغیر رسید کے نہ دیں، اس مقصد کے لئے باقاعدہ رسید بک تیار کر لی گئی ہے جو چندہ جمع کرنے والے کے پاس موجود ہوگی۔ یاد رہے کہ بغیر رسید کے دی ہوئی رقم انجمن یا جس مقصد کے دی جا رہی [illegible] تک نہیں پہنچی

تعاون کا طلبگار:

انجمن محمدیہ بلتستانیہ صوفیہ نوربخشیہ،

اسلام آباد۔

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

ماھنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

شمارہ نمبر ۷۵ قیمت پندرہ روپے فروری، مارچ ۲۰۰۳ء

بانی: ڈاکٹر غازی محمد نعیم، مدیر اعلیٰ علامہ محمد بشیر، آرگنائزر: غلام مہدی تصوفی، جی ایچ معروفی، لیاقت علی خان

خط و کتاب کا پتہ: 358-A سیکٹر نمبر G-6/1-1، اسلام آباد پاکستان

اکاؤنٹ نمبر UBL 17738 سیکریٹریٹ برانچ، اسلام آباد

مضامین اور مندرجات کی ذمہ داری مضمون نگار اور نامہ نگار حضرات پر عائد ہوتی ہے۔

فہرست مضامین

تفکر و تذکر	اداریہ	ابوالعرفان علامہ محمد بشیر	۲
الکتاب	القرآن	مولانا عبدالحمید	۴
فقہ	مجموعہ شریعت محمدیہ	ابوالعرفان علامہ محمد بشیر	۷
سیر و سلوک	نگاہ مرد مومن سے...	مجاہد حسین کاوش	۹
معارف قرآن	قرآن عالمگیر کتاب	پیر سید نواز حسین تحیوی	۱۳
سیاحانِ عالم معرفت	شگر کا تبلیغی و دعوتی دورہ	غلام حسن حسنو	۱۹
فکر و نظر	جمع و تدوین قرآن	جی ایچ معروفی	۲۲
	اصحاب رسولؐ	مولانا غلام محمد تھلوی	۲۵
فلسفہ کربلا	حق کا علمبردار کون؟	مجاہد حسین کاوش	۲۷
فقہی مسائل	آپ کے مسائل اور ان کا حل	ابوالعرفان علامہ محمد بشیر	۳۱
اخبار التصوف	دنیائے تصوف کی خبریں	غلام مہدی تصوفی	۳۳
نامہ سالک	قارئین کے خطوط	مولانا محمد انور تھلوی	۳۸

ایڈیٹر اینڈ پبلشر محمد بشیر نے انٹر گرافک پرنٹرز آئی نائن فور اسلام آباد سے چھپوا کر دفتر نوائے صوفیہ 358-A G-6/1-1 سے شائع کیا۔

Composed & Designed By: Mujahid Hussain Kawish

تفکر و تذکر

دو دائرے

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

اس عالم آب و گل میں ہر فرد بشر کو تقدیر ازلی کے مطابق حاصل لمحات عمر گزارنے کے لئے اپنی حیثیت کے مطابق مختلف مشاغل اپنانے پڑتے ہیں تا کہ اس کی زندگی کی چلتی گاڑی رواں دواں ہی رہے اور اسے کسی قسم کی نہ کوئی صوری دشواری لاحق ہو اور نہ ہی کوئی معنوی الجھن میں وہ پھنس جائے، ہر فرد بشر کی یہی آرزو ہوتی ہے۔ انسان کی بعض مساعی کا تعلق فقط دنیوی مقاصد کے حصول تک محدود ہوتا ہے۔ دنیوی آرام و راحت ہی کو وہ اپنی منزل مراد سمجھتے رہتے ہیں گویا ان کے نزدیک صرف اور صرف دنیوی مفادات ہی اپنی تخلیق کی غایت ہے۔ ایسے افراد بشر کو انجام کار کے لحاظ سے خسرانِ مبین کا حسرت ناک تمغہ ملتا ہے۔ انہی لوگوں کے بارے میں قرآن حکیم میں ارشاد باری ہے۔ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝" انہیں کہہ دیجئے (اے نبیؐ) ہم تم کو کارگزاریوں کے لحاظ سے سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ان لوگوں کی خبر نہ دیں جن کی کوشش دنیوی زندگی میں ضائع ہوگئی اور وہ خود یہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ وہ بڑا اچھا کام جانتے ہیں۔"

اس قسم کے لوگ فقط دنیوی کھیتی کے انتخاب کو بہت بڑا کارنامہ سمجھتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے ان کو اُخروی سرخروئی نصیب نہیں ہوسکتی۔ انکی مساعی کی قدر دانی بھی صرف دنیاداری کی رنگین لب کشائی تک محدود رہتی ہے۔ اس کے مقابلے میں مفید ترین قدر دانی حاصل ہونے والی مساعی آخروی سرخروئی کے لئے کی جانے والی مساعی ہو… ہیں۔ ارشاد باری ہے۔" وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝ یعنی جو کوئی آخرت چاہے اور مومن بن کر آخرت کی سعی کرے تو ا… لوگوں کی سعی کی قدر دانی ہوگی۔ گویا ایسے لوگ خود کو حاصل لمحات… بے سود سیر و تفریح میں ضائع کرنے کے بجائے نہایت قابل… خدمات انجام دیتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں ان کی مساعی کی قدر… دنیوی زندگی میں بھی خوش کن انداز میں ہوتی ہے۔

ایک غیر مشکور سعی:

بسا اوقات دنیا میں کی جانے والی بعض سعی فقدان اخلاص کی وجہ… غیر مشکور ثابت ہوتی ہے۔ ایسی سعی کے ذمہ دار حضرات کو… اوقات خود اپنے کئے کی سزا مل ہی جاتی ہے اور ان کو دنیوی معاش… میں مختلف قسم کے رد عمل کا سامنا رہتا ہے۔ اکیسویں صدی میں… ہی ایک سعی کی گئی جو مشکور ہونے کے بجائے غیر مشکور ثابت ہوئی… یعنی کتاب "سیرۂ معصومین جلد دوم" کے مؤلفین حضرات نے… سارے غیر نوربخشی عقائد کو نوربخشی عقائد قرار دے کر غیر… کارکردگی کا مظاہرہ کیا جس کی وجہ سے ان کی رنگین دیدہ دلیری… غیر مشکور ہوئی۔ اس کے باوجود وہ خود ابھی تک اس خوش فہمی میں… نظر آتے ہیں کہ گویا وہ اس رنگین کارکردگی کے نتیجے میں قومی… قرار دیئے جائیں گے۔ حالانکہ یہ خوش فہمی ان کو کافی مہنگی پڑ گئی رکھا گ…

کتابِ مذکور کے بارے میں تیسری بار مناسب تبصرہ شائع کیا گیا ہے۔ یہ تبصرہ کسی بھی صورت بلا جواز نہیں بلکہ نہایت ضروری تھا۔ ہم نے اس سلسلے میں تبصرہ نگاری کی معین حدود سے تجاوز سے اجتناب کیا ہے۔ دکھ ہمیں اس بات کا ہے کہ اہلِ صوفیہ نوربخشیہ میں بے چینی پیدا ہونے کا اصل سبب وجود میں لانے والے یہ لوگ اس سبب کی تعریف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔ یعنی ''سیرۃ معصومین'' جلد دوم کے قابلِ اعتراض مندرجات کے مبنی برحق ہونے کا وظیفہ پڑھتے ہوئے نہیں تھکتے۔ اگر کتاب مذکور کی پہلی طباعت ان قابلِ اعتراض مواد سے خالی ہوتی تو یہ صورتِ حال ہرگز پیدا نہ ہوتی۔ بہرحال یہ ایک غیر مشکور سعی ثابت ہوئی۔ جو کچھ ہونا تھا، سو ہو گیا۔ انہوں نے اپنا شوق پورا کیا اور ہم نے اپنا فرض پورا کیا۔ دنیا نے دیکھ لیا کہ کون کتنے پانی میں ہے۔

''تبیان'' کا انوکھا انداز:

''تبیان'' کراچی شمارہ نمبر 21 اکتوبر تا دسمبر 2002 میں بعض مضمون نگار حضرات نے نوائے صوفیہ کے بارے میں نہایت سطحی تبصرہ کیا ہے، ہم اس قسم کے سطحی تبصرہ سے نالاں نہیں ہیں۔ پس ہم اہلِ صوفیہ نوربخشیہ کے معنوی وجود کا جنازہ نکالنے کی کوشش کرنے والوں کو بے نقاب کرتے رہیں گے۔ یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ خود کو محبِ اہلِ بیتؑ اور دوسروں کو دشمنِ اہلِ بیتؑ کہنے والوں نے گندم نما جو فروش بن کر بلتستان کے اکثر علاقوں کے اہلِ صوفیہ نوربخشیہ کے معنوی وجود کا جنازہ نکالا ہے۔ ''تبیان'' کے مضمون نگار حضرات خوب جان لیں کہ آپ کے منفی تبصرے سے نوربخشی عوام گمراہ نہیں ہونگے۔ نوربخشی عوام پر یہ حقیقت خوب آشکار ہو گئی ہے کہ ماضی میں سادہ لوح نوربخشی عوام کو پرفریب نعروں کے ذریعے تاریکی میں رکھا گیا۔ لگتا ہے کہ یہ تلخ تاریخ پھر دہرائی جا رہی ہے۔ ''تبیان'' کے مضمون نگار حضرات کو اپنی خامہ فرسائی میں دیانتداری کو مدنظر رکھنا چاہئے۔ کیونکہ وہ کسی ایک مضمون نگار کی کسی بات کو دوسرے سے منسوب کرتے ہیں اور دوسرے کی بات کو دونوں کی مشترکہ بات قرار دیتے ہیں۔ محترم ایس ایچ شاہ کاظمی صاحب! خوب یاد رکھیے کہ میں پوری طرح ہوش سنبھالنے سے لے کر تاحال کبھی بھی معنوی نقاب پوش نہیں رہا ہوں لہٰذا میں تو پہلے سے ہی بے نقاب ہوں مجھے نئے سرے سے بے نقاب ہونے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ بے نقاب وہ ہوتا ہے جو پہلے نقاب پوش ہو۔ میرے خلاف آپ کی خامہ فرسائی بدنیتی پر مبنی نظر آتی ہے۔

چار دائرے:

محترم مضمون نگار نے ''تین دائرے'' کے عنوان کے تحت تیسرے دائرے کو نفاق کا دائرہ قرار دے کر اس کا مصداق مجھ کو ٹھہرایا ہے۔ اگر معاملہ ایسا ہے تو پھر ایک چوتھے دائرے کو بھی وجود پذیر قرار دیا جا سکے گا جو بہتان تراشی کا دائرہ ہوگا۔ اسی دائرے کے مصداق کے مضمون نگار موصوف اور ان کے جملہ ہمنوا بالکل فٹ ہونگے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ''تبیان'' میں علمائے کرام کے فتوے کو بے وزن بنانے کی خاطر بہت سے حیلے تراشے جاتے ہیں۔ ''فتویٰ کی تاریخ اور نام نہاد ملاؤں کا فتویٰ'' کے عنوان کے تحت حضرت امام حسین علیہ السلام، جنید بغدادیؒ، ابوالحسن نوریؒ، شاہ سید محمد نوربخشؒ، سر سید احمد خانؒ، اور علامہ اقبالؒ کے ساتھ ساتھ مسلک نوربخشیہ کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ ان کے خلاف اس وقت کے ملاؤں نے طرح طرح کے فتوے صادر کئے تھے۔ گویا ''تبیان'' کا مضمون نگار شیخ سکندر حسین کا یوں حوصلہ بڑھا رہے ہیں کہ آپ کسی فتوے سے فکرمند نہ ہوں، کیونکہ یہ تو ملاؤں کا دستور ہے جو پہلے سے چلا آتا ہے۔

(باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

الکتاب

القرآن

مولوی عبدالحمید: فاضل عربی، ایم اے، بی ایڈ

قرآن مجید کے ترجمہ وتشریح کا سلسلہ جو کہ سورۃ الحمد سے شروع ہو کر سورۃ بقرۃ آیت نمبر ۳۰ تک پہنچا تھا، بعض وجوہات کی بنا پر کچھ عرصہ سے منقطع رہا، اب الحمد للہ اس بابرکت سلسلے کو پھر سے شروع کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا ثُمَّ عَرَضَھُمْ عَلَی الْمَلٰٓئِکَۃِ فَقَالَ اَنْبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ ھٰٓؤُلَآءِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ٥

ترجمہ: اور اللہ نے آدم علیہ السلام کو تمام (اشیاء کے) نام سکھا دیئے۔ پھر انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا مجھے ان اشیاء کے نام بتادو، اگر تم (اپنے خیال میں) سچے ہو۔

گذشتہ آیت سے ربط اور تعلق: اس آیت کا پہلی آیتوں سے کئی طرح کا تعلق ہے۔

۱: یہ کہ پہلے فرمایا گیا تھا کہ ہم آدم علیہ السلام کو خلیفہ بنانے والے ہیں۔ مگر خلافت پورے علم کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتی کیونکہ بادشاہوں کو اپنی رعایا کے سارے حالات کا جاننا ضروری ہے۔ اس لئے آپ علیہ السلام کو علم عطا کرنے کا ذکر فرمایا گیا۔

۲: یہ کہ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو خلیفہ بنانے کی حکمت پوچھی تھی۔ اس کا اجمالی جواب رب کی طرف سے دیا گیا کہ اس کو ہم جانتے ہیں تم نہیں جانتے۔ اس سے فرشتے خاموش تو ہو گئے مگر ان کی تسکین نہ ہوئی تھی۔ اب عملی طور پر اس کا تفصیلی جواب دیا جارہا ہے، جس سے فرشتوں کو پوری تسلی ہو۔

تفسیر: وَعَلَّمَ: ہم نے سکھایا۔ لفظ عَلَّمَ تعلیم سے بنا ہے۔ جس کے معنی میں آہستہ آہستہ علم دینا اور سکھانا، چونکہ آدم علیہ السلام کو حق تعالیٰ کی ذات وصفات اور ایمانیات کا علم پیدائش سے پہلے ہی دیا گیا تھا، اسی لئے آدم علیہ السلام نے چھینک آتے ہی اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا جس میں خدا کی ذات وصفات کا ذکر ہے۔ پھر لوحِ عرش پر لکھا ہوا کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بھی پڑھ لیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ علیہ السلام نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی جانتے تھے اور ان کی نبوت ورسالت کو بھی جانتے تھے اور لکھے ہوئے حروف پڑھ بھی لیتے تھے۔

آدم کی وجہ تسمیہ: ۲

آدم یا تو اُدْمَۃ سے بنا ہے، جس کا معنی ہے گندمی رنگ یا ادیم سے بنا ہے جس کا معنی ہے زمین کی ظاہر شکل۔ چونکہ آدم علیہ السلام مختلف قسم کی مٹی سے مل کر بنا تھا۔ ادیم الارض یعنی زمین کے مختلف قسم کی مٹی کے رنگوں سے بنا ہوا، اسی لئے آپ کو آدم کہتے ہیں۔

آدم کے جسم میں نو دروازے:

ان میں سات دروازے تو ان کے سر میں رکھے گئے۔ دو کان، جن سے کلام سنیں۔ دو آنکھیں، جن سے اشیاء کو دیکھیں۔ دو سوراخ ناک کے، جن سے ہر بودار شے کو سونگھ سکیں۔ ایک منہ، جس میں زبان ہے تاکہ بول سکیں۔ ایک حلق کا دروازہ جس سے ہر شے کا ذائقہ معلوم ہو۔ دو دروازے باقی جسم میں، یعنی قبل (چھوٹے پیشاب کا مخرج) دُبر (بڑے پیشاب کا مخرج) جن سے انسانی جسم کے فضلے خارج ہوں۔

عقل کو دماغ میں، حرص کو رانوں میں، غضب کو جگر میں، شجاعت کو قلب میں، رغبت کو حلق میں، حنک کو تحال میں، خوشی و غم کو منہ میں رکھا گیا ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے ہڈی کو سننے کی، چربی کو دیکھنے کی اور گوشت کو بولنے کی اور خون کو پہچاننے کی طاقت بخشی۔

آدم علیہ السلام کا علم:

جب آدم علیہ السلام کے جسم مبارک کی تکمیل ہوگئی تو انہیں تمام اشیاء کے اسماء کا علم بھی دیا۔ یعنی اسماء کا علم ان کے دل پر الہام کیا، پھر بات بھی زبان پر ظاہر ہوئی۔ مختصراً اللہ تعالیٰ نے تمام لغات کے تمام مسمیات کے اسماء سکھادیئے۔ اس معنیٰ میں کہ جن جن کو جس طرح پیدا فرمایا، اس کو سامنے لاکر فرمایا کہ اس کا نام گھوڑا ہے، اس کا نام اونٹ ہے، ساتھ ہی یہ بھی بتایا گیا کہ ان کو فلاں منافع دینی اور دنیوی کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور تمام ملائکہ کے اسماء بھی بتاتے اور تمام اولاد آدم کے اسماء اور جمیع حیوانات و جمادات کے اسماء بتاتے۔ الغرض آدم علیہ السلام کو تمام مخلوقات کے اسماء کا علم عطا کیا گیا۔ کیونکہ الاسماء کلّھا کے الفاظ کسی خاص جنس یا نوع تک علم کو محدود اور مختص کرنا ثابت نہیں ہوتا، بلکہ الفاظ قرآنی علوم اور اطلاق پر دلالت کررہے ہیں۔ جب کہ ابن عباس، مجاہد، قتادہ، عکرمہ اور ابن خبیر رضی اللہ عنہم سے مختلف الفاظ میں اس آیت کریمہ کے یہ معنیٰ منقول ہیں۔

عَلَّمَهٗ اَسْمَآءَ جَمِيْعِ الْاَشْيَآءِ كُلِّهَا نَفِيْسِهَا وَ حَقِيْرِهَا

حضرت آدم علیہ السلام کو تمام موجودات کے نام سکھائے۔ خواہ بڑی تھیں یا چھوٹی۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سات لاکھ لغت (زبان اور بولی) سکھائی گئی۔ جب شجر ممنوعہ کھایا تو لغت عربیہ کے سوا باقی تمام لغتیں سلب ہوگئیں۔ پھر جب انہیں نبوت عطا ہوئی تو تمام لغات (زبانیں) لوٹادی گئیں۔ یہ ان کا معجزہ تھا کہ قیامت تک ان کی اولاد جتنی لغات بولے گی سب کو آدم علیہ السلام جانتے اور بولتے بھی تھے۔ مثلاً عربی، فارسی، رومی، سریانی، یونانی، عبرانی، زنجانی وغیرہ۔

نکتہ:

بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو کاروباری ہزار صنعتیں سکھائیں اور فرمایا کہ اپنی اولاد سے کہہ دو کہ ان صنعتوں سے دنیوی فوائد جس قدر چاہیں حاصل کریں۔ لیکن دین اور شرع کو اپنا ذریعہ معاش نہ بنائیں۔

انبیاء علیہم السلام کا ذریعہ معاش:

حضرت آدم علیہ السلام ذریعہ معاش کے لئے کھیتی باڑی کرتے تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام بڑھئی تھے۔ حضرت ادریس علیہ السلام درزی تھے۔ حضرت صالح علیہ السلام تاجر تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام زرہ باف تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی سلطنت میں زنبیل (ٹوکری) بنتے اور بیچ کر گزارہ کرتے، بیت المال سے ہرگز نہ کھاتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام کے بکریاں چرایا کرتے تھے۔ ہمارے پیارے نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی بکریاں چرائیں اور تجارت بھی کیں، اور گھر میں اکثر خیاطت (کپڑے سینے) کا کام بھی کرتے۔

ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ یعنی مسمیات کو ملائکہ کے سامنے پیش کیا۔ آدم علیہ السلام کو اسماء کی تعلیم دینے کے بعد ملائکہ کے سامنے پیش کرنے میں آدم علیہ السلام کی بلند قدری اور ان کا چنا و مقصود تھا۔ اور اپنے اسرار و علوم مکنونہ جس کی زبان پر چاہے ظاہر کردے۔ باری تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اسماء سکھائے، مکرم بنایا اور اس قابل بنایا کہ وہ اپنے علم و معرفت میں کسی فرشتے وغیرہ کا محتاج نہ ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی وہ رحمت ہے جو ہر شے کو واسع ہے۔ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ مجھے خبر دو ان موجودات کی اگر تم اپنے گمان میں سچے ہو کہ "خلافت کے حقدار ہم ہیں"۔ جس طرح آدم نے تمام اسماء کی خبر دی تم بھی دو۔

علمی نکتہ:

مدعی سے دعویٰ پر حجت طلب کی جاتی ہے جیسے ملائکہ نے اپنی فضیلت کا دعویٰ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے دلیل کا ارشاد فرمایا انہوں نے غیب کی بحث چھیڑی، اللہ تعالیٰ نے انہیں مشاہدہ کی بات سے عاجز کیا: یعنی جس شے کو دیکھ کر بھی تم معلوم نہیں کر سکتے پھر جن تخلیقات کو تم نے دیکھا بھی نہیں ان کے لئے علمیت کا دعویٰ کیسے کر رہے ہو؟

تنبیہ:

اے لفظی مدعیو! حقیقت کی متلاشی رہو۔ اور اے معرفت کے دعویدارو! محبت کا ہونا تمہارے لئے ضروری ہے۔ اور محبت کا دم بھرنے والو! تمہارے لئے اطاعت ضروری ہے۔ اسی لئے حضرت ابو بکر واسطی فرماتے ہیں۔ محال ہے کہ بندہ اپنے آقا کو پہچان لے اور اس سے محبت نہ کرے اور پھر محال ہے اس سے محبت تو ہو لیکن اسے یاد نہ کرے اور یہ بھی محال ہے کہ اسے یاد کرے اور اسے یاد کرنے میں اس کی ذکر کی حلاوت نہ پائے اور محالات سے ہے کہ اس کے ذکر کی حلاوت پا کر بھی غیر میں مشغول ہو۔

خلافت و نیابت کے لئے علم الٰہی کا ہونا ضروری ہے

خلافت و نیابت الٰہیہ کے لئے علم الٰہی کا ہونا ضروری ہے۔ محض تسبیح و تہلیل اور عبادت گزاری کا ہونا کافی نہیں۔ اگر عبادات کا ہونا ہی کافی ہوتا تو فرشتے اللہ کی طرف سے خلافت کا زیادہ حقدار ہوتا۔

حضرت علی علیہ السلام کا فرمان:

حضرت علی علیہ السلام علم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دنیا چار شخصیتوں سے قائم ہے

۱: عالم با عمل سے

۲: علماء سے محبت کرنے والے جاہلوں سے

۳: سخی مالداروں سے

۴: صابر فقیروں سے۔

لہٰذا یہ معلوم ہوا کہ یہاں علم سے مراد وہ علم نہیں جس پر عمل نہ کیا جاتا ہو بلکہ وہ علم ہے جو انسان کے من میں اتر جائے اور اس کا علم زبان سے نہیں بلکہ عمل سے ظاہر ہو۔ اسی لئے مولانا روم فرماتے ہیں۔

علم را بر تن زنی مارے بود
علم را در جان زنی یارے بود

علم اگر صرف ظاہری ہو تو وہ سانپ یعنی انسان کے لئے مصیبت ہوتی ہے اگر وہ علم دل میں اتر جائے تو اس کے لئے دوست یعنی فائدہ مند ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو اپنے خزانہ علم سے علم عطا فرمایا اور نیابت و خلافت کا حقدار ٹھیرایا۔

حضرت علی علیہ السلام کا فرمان:

علم دین کی اہمیت بیان کرتے ہوئے آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ علم دین مال سے سات وجہ سے افضل ہے:

۱: یہ کہ علم پیغمبروں کی میراث اور مال فرعون، ہامان، نمرود اور شداد کی۔

۲: مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے اور علم بڑھتا ہے۔

۳: مال کی حفاظت خود انسان کو کرنی پڑتی ہے جبکہ علم انسان کی حفاظت کرتا ہے۔

۴: مرنے کے بعد مال دنیا میں رہ جاتا ہے اور علم قبر میں ساتھ جاتا ہے۔

۵: مال مومن و کافر سب کو ملتا ہے، مگر علم دین کا نفع صرف ایماندار کو ہی حاصل ہوتا ہے۔

۶: کوئی بھی عالم سے بے پرواہ نہیں ہو سکتا جبکہ بہت سے لوگوں کو مالداروں کی ضرورت نہیں ہوتی۔

۷: علم سے پل صراط پر گذرنے کی طاقت حاصل ہوگی اور مال سے کمزوری۔

✿✿ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنے خزانہ غیب میں سے علم نافع عطا فرمائے۔ آمین ✿✿

فقہ

مجموعۂ شریعت محمدیہ

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

وَالْقَهْقَهَةُ وَالْبُكَآءُ، اِنْ لَّمْ يَكُوْنَا فِيْ غَلَبَةِ ذَوْقِ الشَّرَابِ الطَّهُوْرِ فِيْ جَنَانِهٖ اَوْ سَطْوَةِ شَوْقِ مُشَاهَدَةِ النُّوْرِ مِنْ تَجَلِّيَاتِهٖ وَتَرْكُ رُكْنٍ عَمْدًا اَوْ زِيَادَةُ رُكْنٍ عَمْدًا وَتَرْكُ التَّرْتِيْبِ عَمْدًا وَالْاَكْلُ وَالشُّرْبُ اَمَّا مَابَقِيَ فِيْهِ مِنَ الْاَطْعِمَةِ الْمَلْمُوْجَةِ فَيَسْتَرْخِيْ بِالتَّدْرِيْجِ وَيَبْتَلِعُ فِيْ اَثْنَآءِ الصَّلٰوةِ فَمَعْفُوٌّ

ترجمہ: قہقہہ مار کر ہنسنا اور رونا (مبطلات نماز ہیں) بشرطیکہ یہ دونوں صورتیں نماز گزار کے دل میں پاک شراب کا مزہ غالب آجانے کی بناء پر یا تجلیات الٰہی کی روشنی دیکھنے کا شوق چڑھ جانے کی وجہ سے نہ ہوں۔ جان بوجھ کر ایک رکن کو چھوڑ دینا۔ جان بوجھ کر ایک رکن کا اضافہ کرنا۔ جان بوجھ کر ترتیب کو چھوڑ دینا۔ کھانا پینا (مبطلات نماز ہیں) البتہ نماز گزار کے منہ میں چبائے ہوئے کھانوں میں سے کوئی ریزہ رہ جائے، وہ آہستہ آہستہ نرم پڑ جائے اور نماز گزار نماز کی ادائیگی کے دوران اسے نگل جائے تو یہ صورت معاف ہے۔

وضاحت:

مذکورہ عبارتوں میں مندرجہ ذیل امور کی نشاندہی کی گئی ہے۔

۱۔ نماز شکن قہقہہ مارنا۔

۲۔ قابل تعریف قہقہہ لگانا۔

۳۔ نماز شکن گریہ کرنا۔

۴۔ قابل تعریف گریہ لاحق ہونا۔

۵۔ ترک رکن کی صورت۔

۶۔ اضافی رکن کی صورت۔

۷۔ بے ترتیبی والی صورت۔

۸۔ کھانا اور پینا۔

۹۔ معاف کی صورت۔

تفصیلی وضاحت:

۱۔ نماز شکن قہقہہ مارنا:

اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز گزار نماز کی ادائیگی کے دوران خود کو لوگوں میں بڑے رتبے والا ظاہر کرنے کی خاطر ریاکاری کے طور پر زوردار قہقہہ مارنے لگ جائے۔ یہ قابل مذمت حرکت ہے اور نماز بطلان سے ہمکنار ہوجاتی ہے۔ اس قسم کی ریاکارانہ حرکتوں سے کنارہ کش رہنا ضروری ہے۔

۲۔ قابل تعریف قہقہہ لگانا:

اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز گزار صدق و اخلاص کا پیکر بن کر نماز کی بجا آوری کر رہا ہو۔ زندگی ہی میں جنت کی پاک کن شراب کی لذت سے وہ بے اختیار جھوم جانے کی حالت کے قریب ہو۔ گویا "وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا" سورۂ دہر آیت نمبر ۲۱۔ یعنی ان کا پروردگار ان کو پاک کن شراب پلائے گا، کے مطابق نماز گزار روحانی طور پر شراب طہور کی لذت سے اس قدر مغلوب ہوتا ہو کہ وہ نماز کی ادائیگی کے دوران میں بے اختیار قہقہہ مارنے لگ جائے۔ یہ

ان بلند معنوی مقام والوں کو سزاوار ہے جو ان باتوں کے مصداق ہیں۔ ابدانھم فی الدنیا وارواحھم فی الآخرة بالاجسام فرشیون و بالارواح عرشیون یعنی ان کے بدن تو دنیا میں ہیں اور ان کی روحیں آخرت سے منسلک ہیں۔ جسم کے لحاظ سے وہ فرش والے ہیں اور روحوں کے لحاظ سے عرش مکین کے مصداق ہیں۔ پس ایسے لوگوں کا نماز کے اندر قہقہہ مارنا قابل تعریف قہقہہ ہے۔ نماز کی صحت اس سے متاثر نہیں ہوتی۔

۳۔ نماز شکن گریہ کرنا:

اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز گزار نماز شکن قہقہہ مارنے والے کی مذکورہ خصلتوں کا مصداق ہو اور وہ جان بوجھ کر نماز کی ادائیگی کے دوران رونے لگ جائے۔ یہ صورت حال عموماً جلوت میں پیدا ہوتی ہے کیونکہ خلوت میں ریاکاری کی صورت پیدا کم ہوتی ہے۔ اس قسم کی ریاکارانہ حرکتوں سے کنارہ کش رہنا حقیقی نماز گزاروں کے لئے ضروری ہے۔

۴۔ قابلِ تعریف گریہ لاحق ہونا:

اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز گزار صدق واخلاص کا پیکر بن کر نماز کی ادائیگی کر رہا ہو۔ اس دوران نماز گزار کو نور الٰہی کا پرتو دیکھنے کا شوق چڑھ جاتا ہو اور اس کی خوشی کی انتہا نہ رہے۔ یہ مسلم دستور ہے کہ جب خوشی اپنی انتہا کو رسائی پا جاتی ہے تو اس کے نتیجے میں رونا آتا ہے۔ یہ صورت حال بھی ان بلند معنوی مقام والوں کو سزاوار ہے جن کے اوصاف کا تذکرہ "قابل تعریف قہقہہ لگانے" کے بیان میں اوپر گزرا ہے۔ چنانچہ یہ "قابل تعریف گریہ کرنا" صحتِ نماز کے منافی نہیں ہے۔

۵۔ ترک رکن کی صورت:

اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز کے واجب ارکان میں سے کسی ایک رکن کو اگر جان بوجھ کر ترک کر دیا جائے تو اس ترک رکن کی وجہ سے نماز کالعدم ٹھہرتی ہے اور نماز گزار کے حق میں کالعدم نماز کو از سر نو درست طور پر بجالانا واجب ہو جاتا ہے۔

۶۔ اضافی رکن کی صورت:

اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز کے واجب ارکان میں سے کسی بھی واجب رکن کا جان بوجھ کر نماز گزار اپنی طرف سے اضافہ کرے۔ اس اضافے کی وجہ سے بھی اس کی نماز کالعدم ٹھہرتی ہے اور نماز گزار کے حق میں کالعدم نماز کو از سر نو صحیح طریقے سے بجالانا واجب ہو جاتا ہے۔

۷۔ بے ترتیبی والی صورت:

اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز کے جملہ ارکان کو اپنے اپنے سیریل نمبر کے مطابق ترتیب وار بجالانا ضروری ہے۔ اگر کوئی نماز گزار اپنی طرف سے جان بوجھ کر اس ترتیب میں رد و بدل کرے یعنی واجبات کے سیریل نمبروں میں تقدیم یا تاخیر والی کاروائی کرے تو اس سے بھی نماز کالعدم ٹھہرتی ہے۔ نماز گزار کے ذمے اس کالعدم نماز کی از سر نو بجاآوری واجب قرار پاتی ہے۔ لہذا بے ترتیبی والی صورت سے خود کو بچانا نماز گزار کے لئے لازم ہے۔

۸۔ کھانا اور پینا:

اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز گزار نماز کی بجاآوری کے دوران کھانے اور پینے میں لگ جائے یعنی یا تو خود نماز گزار اپنے پاس موجود کوئی چیز کھالے یا کوئی دوسرا شخص نماز گزار کو کوئی چیز کھلائے اور نماز گزار بڑے شوق سے وہ چیز کھا بیٹھے۔ اس طرح سے نماز گزار خود اپنے قریب موجود پانی پی لے یا کوئی دوسرا شخص اس کو نماز کے دوران میں پانی پلائے اور نماز گزار بڑے شوق سے پانی پی بیٹھے۔

(باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

سیر و سلوک

نگاہِ مردِ مومن سے...

مجاہد حسین کاوِش

ایک شخص جس کو کتاب الٰہی کا علم تھا کہنے لگا کہ "میں آپ کی آنکھ کے جھپکنے سے پہلے پہلے اسے آپ کی خدمت میں حاضر کئے دیتا ہوں۔" جب سلیمان پیغمبر نے تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا پایا تو کہا کہ یہ میرے پروردگار کا فضل ہے، تا کہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا کفرانِ نعمت کرتا ہوں۔ (النمل آیت ۴۰)

ایک لحظہ نگاہ میں تعمیلِ حکم کی بساط رکھنے والا وہ شخص حضرت سلیمان علیہ السلام کا صحابی اور وزیر آصف بن برخیا تھے جو کتب سماویہ کا عالم اور اللہ کے اسماء اور کلام کی تاثیر سے بخوبی واقف تھا۔ اس نے کہا کہ میں چشمِ زدن میں تخت کو حاضر کر سکتا ہوں، قبل اس کے کہ آپ ادھر سے نگاہ ہٹائیں، تخت آپ کے سامنے رکھا ہوگا۔ اس موقع پر سلطانِ انس و جن نے فرمایا کہ "یہ میرے اللہ کا فضل ہے کہ میرے رفیق اس درجے کو پہنچے جن سے ایسی کرامات ظاہر ہونے لگیں۔" چونکہ ولی کی، بالخصوص صحابی کی کرامت اس کے نبی کے معجزہ اور اس کی اتباع کا ثمرہ ہوتا ہے اس لئے حضرت سلیمانؑ پر بھی اس کی شکر گزاری عائد ہوئی۔ آیت میں سلیمان پیغمبر کے وزیر کے وصفِ خاص بتایا گیا کہ اسے علمِ کتاب حاصل تھا، اسی بناء پر تختِ بلقیس پلک جھپکنے میں یمن سے شام پہنچا دیتے ہیں۔

اب ذرا تاجدارِ رسالت مآب ﷺ کے وزیر باکمال کی رفعت و عظمت کا مشاہدہ کریں۔ ایک روز آپ مسجد نبوی میں منبرِ رسولؐ پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمانے لگے "سَلُوْنِیْ عَمَّا دُوْنَ الْعَرْشِ" کہ آج مجھ سے جو پوچھنا ہو پوچھو، میں تم کو عرشِ اعظم کی باتیں بھی بتاؤں گا۔

ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور بولا جب آپ نے یہ دعویٰ کیا ہے تو بتایئے؟ هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ يَا عَلِيُّ؟ اے علی کیا تو نے اپنے رب کو دیکھا بھی ہے؟ آپ جوش میں آ گئے اور فرمایا خدا کی قسم میں ایک سجدہ کرتا ہوں اور دوسرا سجدہ اس وقت تک نہیں کرتا جب تک کہ خدا کو نہ دیکھ لوں۔

ایک اور مقام پر آپ نے فرمایا۔

سَلُوْنِیْ عَنْ طُرُقِ السَّمٰوٰتِ فَاِنِّیْ اَعْلَمُ بِهَا مِنْ طُرُقِ الْاَرْضِ. فرمایا مجھ سے پوچھو کہ میں زمین و آسمان کی ہر چیز کو جانتا ہوں۔ پس حضرت روح الامین انسانی صورت میں آئے اور کہا کہ اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو بتاؤ جبرئیل اس وقت کہاں موجود ہے؟ تب امام الاولیاء علیہ السلام نے زمین و آسمان پر نظر ڈالی اور مشرق و مغرب، شمال و جنوب کو دیکھا اور پھر مسکرا کر کہا کہ تم ہی جبرئیل ہو۔

جب مکہ فتح ہوئی سرکار مدینہ آپنے علی کو ساتھ لے خانہ کعبہ میں بت توڑنے تشریف لے گئے۔ علیؑ کو کندھوں پر چڑھنے کے لئے حکم فرماتے ہیں۔ علیؑ نے تعمیل کی۔ چڑھنے کے بعد امام الانبیاءؐ نے فرمایا علی! اس وقت کہاں تک پہنچ گئے ہو؟ شیرِ خدا نے عرض کی" آقا اگر حکم دو تو عرشِ عظیم کے پائے کو پکڑ کر نیچے کھینچ لاؤں"۔

طریقت کی راہ میں تمام اولیاء کرام کا مرجع اور تمام فیوض و برکات کا منبع شاہ ولایت علی علیہ السلام ہیں۔ آئینِ صوفیاء کی رُو سے تمام

سالکانِ طریقت مقتدائے کل علی علیہ السلام کی پیروی کرنے کے پابند ہیں، اسی صورت میں ہی اتباع کا حق ادا ہو سکتا ہے، کیونکہ اتباع حقیقی معنوں میں اس طرح سے کی جاتی ہے کہ جو کچھ مقتداء کی عادات وصفات ہیں وہی چیزیں مقتدی اپنے اندر پیدا کرنے کی جتن کرے۔ اسی اتباع کامل کی تاثیر تھی کہ بزرگانِ دین نے بھی موقع برمحل، مخصوص من اللہ قوتِ ایمانی اور نگاہِ انسانی سے کرامات دکھائے ہیں اور جن کی نظرِ کرامت کے اثر آج بھی محسوس کئے جا سکتے ہیں بشرطیکہ آدمی جویائے حق ہو اور معرفت شناس ہو۔

◉: مقتدائے طریقت و پیشوائے حقیقت حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں کوتوالِ شہر تھے۔ انہوں نے آپ کو جنگل میں اس حالت میں دیکھا کہ ایک کتا آپ کے پاس بیٹھا ہوا ہے اور ایک لقمہ خود کھاتے ہیں اور ایک اس کو کھلاتے ہیں۔ یہ کیفیت دیکھ کر ماموں نے کہا کہ تم کو حیاء نہیں آتی کہ کتے کو کھانا کھلا رہے ہو۔ آپ نے کہا کہ حیاء کی وجہ سے ہی تو میں اسے کھلا رہا ہوں۔ اور یہ کہہ کر جب آپ نے آسمان کی جانب دیکھا تو ایک پرندہ اپنی آنکھ اور چہرے کو پروں سے ڈھانپے ہوئے آپ کے دستِ مبارک پر آبیٹھا اور آپ نے ماموں سے فرمایا کہ خدا سے حیا کرنے والوں سے ہر چیز حیا کرتی ہے۔

◉: ایک اور ایمان افروز واقعہ ہے، جو حضرت نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہِ کرامت سے متعلق ہیں کہ ایک دن ایک سوداگر آپ کی خانقاہ میں آیا اس وقت شیخ کی حالت بہت قوی تھی۔ جونہی آپ کی نظر اس سوداگر پر پڑی وہ اسی وقت ولایت کے درجہ پر پہنچ گیا۔ شیخ نے دریافت کیا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ سوداگر نے اپنا وطن بتایا۔ آپ نے ارشاد و ہدایت کا اجازت نامہ تحریر فرمایا اور حکم دیا کہ اپنے ملک لوٹ جاؤ اور خلقِ خدا کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاؤ۔

◉: ایک اور کرامت آپ کی ذاتِ مبارک سے منسوب ہے۔ کہ ایک دن ایک باز ایک مولے کا پیچھا کر رہا تھا۔ (یعنی اس کا شکار کرنا چاہتا تھا) اچانک حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی نظر اس مولے پر پڑ گئی مولا فوراً پلٹا اور باز کو پکڑ کر شیخ کی خدمت میں حاضر کر دیا۔

یہ وہ لوگ ہیں جو بے راہ اور گم گشتگانِ راہ کی دستگیری کرتے ہیں۔ اوّلاً ان کی ہم نشینی ہی اثر کیمیا رکھتی ہے۔ بلکہ ان کی نگاہِ التفات کے مقابلے میں کیمیا ہی کیا چیز ہے۔ نگاہوں میں تاثیر جبھی پیدا ہو گی کہ نگاہِ شوق ہمہ دم اپنے رب کی طرف مرکوز رہے۔

◉: سیدنا و مرشدنا حضرت شیخ ابوذر رودباری علیہ الرحمۃ کی زبان پر نزع کے وقت یہ شعر جاری تھا۔

وحقک لانظرت الی سواک
بعین مودۃ حتی اراک

تیرے حق کی قسم نہ دیکھا ہے میں نے تیرے سوا۔
محبت کی نگاہوں سے میں نے تجھے ہی دیکھا ہے۔

◉: شاہ جیلان حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ہر شئی کی صورت پر اللہ تعالیٰ عزوجل کا ظہور ہے۔ پس عارف کسی شئی کو دیکھتا ہے تو اس کی نگاہ اللہ سبحانہٗ تبارک وتعالیٰ کے اس فعل پر ہوتی ہے کہ اللہ عزوجل اس شئی کو مرتبۂ ذات سے مرتبۂ علم میں لایا۔ پس عارفِ کامل جب کسی شئی کو دیکھتا ہے تو اس کی نظر سب سے پہلے اس کے خالق پر پڑتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ کے سچے عاشق کے لئے دنیا ہی جنت ہے کیونکہ وہ خلق کو اپنا محبوب دیکھتا ہے اور خلق کو دیکھ کر اس کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی ہے۔

◉: حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں۔ بہر حال منکرِ کرامت، خدا کی قدرت کا کیسے انکار کر سکتا ہے۔ کہ اس نے بعض اژدہوں میں یہ خاصیت رکھی کہ جب وہ کسی انسان کو دیکھنے

ہیں تو ایک ہی نگاہ میں اسے ہلاک کر دیتے ہیں۔ اسی طرح اس نے اپنے مخصوص بندوں کے اندر بھی یہ خاصیت پیدا کر دی ہے کہ وہ جب کسی سچے عقیدت مند کی طرف نظر بھر کر دیکھتے ہیں تو ایک ہی نگاہ میں اسے روحانی زندگی عطا کر دیتے ہیں۔

⊛: آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ محترم حضرت ابونجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ مکہ معظمہ میں منیٰ کی مسجد الخیف میں چکر لگا کر لوگوں کے چہروں کو گھور گھور کر دیکھا کرتے تھے۔ جب ان سے اس کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا۔ ''خدا کے ایسے بندے بھی ہو سکتے ہیں کہ جب وہ کسی کی طرف دیکھتے ہیں تو اسے سعادت اور خوش نصیبی عطا کر دیتے ہیں، میں ایسی ہی نظر کو تلاش کرتا ہوں۔''

⊛: مولانا رومؒ جنہیں حضرت اقبالؒ نے مرشدِ روشن ضمیر کے نام سے یاد کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ،

''شیخ جو اللہ کی نور سے دیکھنے والا ہوتا ہے۔ اَلْمُؤْمِنُ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللهِ۔ وہ ابتداء اور انتہا کے رازوں سے واقف ہوتا ہے۔''

⊛: حضرت شیخ احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ تعجب خیز ہے کہ ایک دن ایک شخص نے ان سے ان کے برادر محترم حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا حال پوچھا کہ وہ کہاں ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ خون میں ہیں۔ پھر وہ شخص امام غزالیؒ کی تلاش میں نکلے تو انہیں مسجد میں پالیا۔ اس شخص نے شیخ احمد غزالی کا قول دہرایا اور تعجب کا اظہار کیا کہ انہوں نے کہا تھا کہ غزالیؒ خون میں ہیں، حالانکہ آپ مسجد میں موجود ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میرے بھائی نے سچ فرمایا تھا۔ کیونکہ اس وقت میں ایک ایسی عورت کے بارے میں ایک مسئلہ میں فکر کر رہا تھا جو حائضہ ہو۔

قولِ رومیؒ کی مزید روشناسی کے لئے واقعہ جنیدؒ بھی پیش کیا جاتا ہے۔

⊛: ایک مرتبہ وعظ گوئی کے دوران ایک آتش پرست مسلمانوں کے بھیس میں حاضر ہوا، اور آپ سے عرض کیا کہ حضور اکرم کا یہ فرمان ہے کہ مسلمان کی فراست سے بچتے رہو کیونکہ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے۔ یہ قول سن کر آپ نے فرمایا کہ اس کا مقصد تو یہ ہے کہ تجھے مسلمان ہو جانا چاہئے۔ وہ شخص اس کرامت سے گرویدہ ہو کر مسلمان ہو گیا۔

⊛: یہ مسلکِ طریقت کے نصب العین میں سے ہیں کہ مرشدان عظام اپنے مریدین باصفا کو خالق کون ومکان کو پہچاننے والی نظر عطا کرتے ہیں۔ انہیں بموجب ''تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللهِ'' کردار سازی اور آشنائے حقیقت کے رموز سے آگاہ کرتے ہیں اور طالبان حق کے دلوں کے دروازے معرفتِ الٰہی کے لئے کھول دیتے ہیں۔ پھر بتدریج اس نہج پر پہنچتے ہیں کہ وہ لوگ مظاہر صفاتِ خداوندی کے حامل ہو جاتے ہیں۔ حدیثِ قدسی میں فرمایا گیا ہے۔

بندہ ہمیشہ نوافل کی بجا آوری کر کے میرا قرب پاتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اسے چاہتا ہوں۔ جب میں اسے چاہتا ہوں تو میں اس کے کان، اس کی آنکھ، اس کے ہاتھ، اس کے پاؤں اور اس کی زبان ہوتا ہوں۔ پس وہ بندہ میرے ذریعے ہی سنتا ہے۔ میرے ہی ذریعے دیکھتا ہے۔ میرے ذریعے ہی تھام لیتا ہے۔ میرے ذریعے ہی چلتا ہے اور میرے ذریعے ہی بولتا ہے۔

مذکورہ حدیث قدسی کی رو سے جس بندے کی آنکھ عین اللہ ہو چکی ہو تو اس کی نگاہ کی دسترس سے کوئی چیز باہر نہیں ہوتی اور ایسے ناممکنات کو ممکن بنا کر دکھا دیتی ہیں کہ عقلِ انسانی محوِ حیرت میں پڑی کی پڑی رہتی ہے۔

⊛: شاہِ جیلان حضرت شیخ الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے آج سے کوئی ساڑھے آٹھ سو برس قبل فرمایا تھا۔

نَظَرْتُ اِلٰى بِلَادِ اللهِ جَمْعًا
كَخَرْدَلَةٍ عَلٰى حُكْمِ التِّصَالِ

میں نے اللہ کے شہروں ملکوں کی طرف دیکھا تو وہ مجھے یوں صاف اور واضح نظر آئے جیسے ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھا سرسوں کا دانہ نظر آتا ہے۔

بہت سے لوگوں کو حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کے اس قول نے ایک عرصہ تک ورطۂ حیرت میں ڈالے رکھا۔ کیونکہ مادّی دنیا میں یہ بات سمجھ سے بالاتر محسوس ہوتی ہے کہ کوئی شخص دنیا بھر کے ملکوں کے مشاہدہ کا اس طرح دعویٰ کرے۔ مگر آج کے جدید ٹیکنالوجی اور ترقی یافتہ ذرائع ابلاغ نے اس حقیقت کو ثابت کردیا ہے۔ اور انسانوں کو عالمِ روحانیت میں غور وفکر کی از سرِ نو دعوت دی ہے کہ جب ایک مصنوعی انٹرنیٹ سسٹم کی کارکردگی کا یہ عالم ہے تو پھر اس حقیقی نیٹ ورک کا کیا عالم ہوگا جو پروردگار کا تخلیق کردہ اور قائم کردہ ہے اور جس کے کنکشن خاصانِ خدا کو بارگاہ مصطفےٰ سے عطا ہوتے ہیں۔ قدرت کے کارخانے میں بنائے گئے حقیقی نیٹ ورک کے ثمرات کا احاطہ انسانی بساط سے باہر ہے۔ انہی ثمرات کے طفیل یہ نظامِ کائنات رواں دواں ہے۔ انسانی ہاتھ سے بنائی گئی انٹرنیٹ تو تباہ ہوسکتی ہے، مگر مشاہدات عجائبات اور تفویضِ کرامات کا جو روحانی نظام وجود میں لایا گیا ہے وہ ازل سے ہیں اور اَبد تک برقرار رہیں گے۔

اس نظامِ الٰہی سے منسلک ہستیوں کی ایک ہی نگاہ لذتِ اسرار سے محروم کو اسرارِ الٰہی سے ہمکنار، راندۂ مخلوق کو محبوبِ پروردگار، بے قرار کو ہمہ دم برقرار اور اپنی ذات سے بیگانوں کو خودشناسی سے بہتر خبردار کرتا ہے، اسی لئے تو فکرِ اقبالؔ بے ساختہ کہہ اٹھا۔

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوقِ یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

باقی آئندہ شمارے میں

بقیہ : دو دائرے

خوب آگاہ رہے کہ جن قابلِ اعتراض مندرجات کی بنا پر علمائے کرام کی طرف سے جو فتویٰ صادر کیا گیا ہے۔ ان مندرجات کی تسلی بخش توجیہ وتاویل کی گنجائش نہیں بلکہ وہ ہر صورت میں سوالیہ نشان ہی رہتے ہیں۔ اہلِ صوفیہ نوربخشیہ کے عقائد سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ غیر مشکور سعی کا منطقی نتیجہ برآمد ہونے کے باوجود ''تبیان'' والوں کا خود کو محبِ اہلبیت قرار دینا اور دوسروں کو دشمنانِ اہلبیت سمجھنا ایک نرالی تعبیر ہے۔ انہیں خود اپنے گریبان میں جھانکنے کی بھی ضرورت ہے۔ بقولِ کسے!

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بندِ قبا دیکھ

بقیہ : مجموعۂ شریعت محمدیہ

ان صورتوں میں نماز باطل ہوتی ہے۔ ایسے نماز گزار کے حق میں بطلان سے ہمکنار ہوجانے والی نماز کو از سرِ نو بجالانا واجب ہوجاتا ہے۔

۹۔ معاف کی صورت:

اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز گزار کے منہ میں کھانے کا کوئی ریزہ دانتوں کے درمیان رہ گیا ہو۔ وہ ریزہ بتدریج نرم پڑ جائے، اور نماز گزار نماز کی بجاآوری کے دوران میں آبِ دہن کے نگل جانے کے ساتھ ساتھ وہ ریزہ بھی نگل جائے یعنی وہ ریزہ آبِ دہن کے ساتھ ساتھ خود پیٹ میں چلا جائے، یہ صورت شرعاً معاف ہے۔ ان سے نماز کی صحت پر کوئی برا اثر نہیں پڑے گا، کیونکہ یہ صورتِ حال نماز گزار کی طرف سے جان بوجھ کر کھانے پینے کی شکل نہیں ہے۔

معارفِ قرآن

قرآن عالمگیر کتاب

پیر سید نواز حسین یحیوی
فاضل تنظیم المدارس، فاضل عربی، ایم اے، بی ایڈ

قرآن پاک ہی ایک ایسی عالمگیر لاریب کتاب ہے جو علم وہدایت کے لحاظ سے قیامت تک کے لئے مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ زندگی کا کوئی ایسا شعبہ نہیں جس کے لئے اس لاریب کتاب سے راہنمائی نہ ملتی ہو۔ خود قرآن اعلان کرتا ہے۔

هُدًى لِّلنَّاسِ (لوگوں کے لئے مرقع ہدایت)

قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا وہ کلام مبرم ہے جو سید الملائکہ جبریل امین علیہ السلام کے ذریعے نجماً نجماً وقتاً فوقتاً تقریباً 23 سال کے عرصہ میں خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا جو زبانوں سے پڑھا جاتا، سینوں میں محفوظ اور صحیفوں میں مکتوب ہے۔ قرآن کے الفاظ وعبارات خود ایک معجزہ ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے کرمِ خاص سے ہر زمانہ اور قوم میں اپنے برگزیدہ بندے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام انسانوں کی راہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا اور ان کے واسطے سے اپنے احکام لوگوں تک پہنچائے لیکن گذشتہ اقوام نے ان برگزیدہ ہستیوں کے دنیا سے چلے جانے کے بعد ان کی شریعت کو ناقص کہنے کی جسارت کرتے ہوئے ان میں تبدیلیاں اور تحریف کر دیں۔ اور بعض احکام کو جو غافل اور گمراہ انسانوں کی خواہشات کے خلاف تھیں، چھپا بھی دیے۔ اور کہیں ان کی من مانی تاویلات کرنے اور تعلیمات الٰہی کو مسخ کرنے کی کوشش بھی کی گئی۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے بعد میں آنے والے انبیاء کرام علیہم السلام کے ذریعے پھر وہی احکامات بھیجتا رہا۔ اپنی تعلیمات امتوں کے حوالے فرماتا رہا، یہاں تک کہ عالمگیر نبی حضرت محمد ﷺ کا زمانہ آپہنچا۔ چونکہ گذشتہ ہدایات مخصوص قوموں کو ان کے حالات کے مطابق دی گئی تھی۔ اس لئے اب رحمۃ للعالمین کے ذریعہ رہتی دنیا تک کی اقوام اور انسانوں کے لئے اپنا آخری گارنٹی شدہ کلام قرآن پاک نازل فرمایا اور اس کے نزول کے ساتھ ہی اللہ پاک نے یہ اعلان بھی فرما دیا کہ۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (سورۃ الحجر)

ترجمہ: یقیناً میں نے ہی یہ کلام نازل کیا اور میں ہی اس کی حفاظت کرونگا۔

ایک اور جگہ پر فرمایا گیا۔

''اس کتاب کا جمع کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے۔''

حفاظت:

قرآن پاک کی حفاظت دو طریقوں سے ہوئی ہے۔

حفظ: رسول کریم ﷺ کی زندگی ہی میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سارا قرآن موجودہ ترتیب کے مطابق حفظ کر چکے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآنی آیات کو اپنی زندگی کا روحانی غذا سمجھتے تھے۔ تمام آسمانی کتابوں میں سے صرف قرآن حکیم ہی ایسی کتاب ہے جسے حفظ کیا گیا اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔

کتابت:

قرآن پاک رسول پاک ﷺ کی حیات مقدسہ میں ہی احاطۂ تحریر میں آ گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ پر جب کوئی آیت نازل ہوتی تو آپؐ اسی وقت کسی کاتب کو بلا کر اس آیت کو اس کی جگہ پر لکھوا دیتے تھے۔ اس طرح تمام کا تمام قرآن مجید رسول اللہ ﷺ کے سامنے ہی لکھا گیا۔

قرآن پاک کی ترتیب:

قرآن پاک کی ترتیب نزولی اس کی موجودہ ترتیب سے مختلف تھی۔ موجودہ ترتیب میں قرآن حکیم الحمد سے شروع ہو کر والناس پر ختم ہوتا ہے جب کہ نزول کی ترتیب میں سورۃ العلق کی پہلی پانچ آیتیں سب سے پہلے نازل ہوئیں۔ سورۃ البقرہ، سورۃ النساء، اور سورۃ المائدہ جو شروع کی سورتیں ہیں مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں۔ تاہم قرآن حکیم کی 114 سورتوں کی باہمی ترتیب اور سورتوں کی اندرونی ترتیب یعنی آیات کی آپس میں ترتیب توقیفی ہے۔ توقیفی سے مطلب یہ ہے کہ عالمگیر نبیؐ نے خداوند عالم کے حکم سے عالمگیر کتاب کی موجودہ ترتیب مقرر فرمائی ہے۔ ہر نئی وحی کے بعد آپ صحابہ کرامؓ کو یہ بتا دیا کرتے تھے، کہ ان آیات کو فلاں سورت میں فلاں آیت سے پہلے اور فلاں آیت کے بعد لکھا اور پڑھا جائے۔ ہر سال رمضان المبارک میں آپ حضرت جبرئیلؑ کے ساتھ اس وقت تک نازل شدہ قرآن کریم کا ورد کیا کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کی زندگی کے آخری رمضان میں یہ ورد دو دفعہ کیا گیا تھا۔ قرآن پاک کی کتابت کو تین ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

عہدِ رسالت: عہدِ صدیقی: عہدِ عثمانی:

قرآن پاک رسول پاک ﷺ کی حیات طیبہ میں ہی لکھا جا چکا تھا۔ چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے۔

کان رسول الله ﷺ ینزل علیه السور ذوات عدد فکان اذا انزل علیه الشیء دعا بعض من کان یکتب فیقول ضعوا هذا فی السورة التی یذکر فیها کذا و کذا (مختصر کنز ص ۴۸)

رسول پاکؐ پر متعدد سورتیں نازل ہوتی رہتی تھیں۔ جب آپؐ پر کوئی چیز نازل ہوتی جو لکھنا جانتے تھے ان میں سے کسی کو آپ بلوا بھیجتے اور کہتے کہ اس آیت کو اس سورۃ میں لکھو جس میں فلاں فلاں آیات ہیں۔

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے طبرانی کے حوالہ سے مجمع الزوائد میں یہ روایت ہیثمی نے نقل کی ہے۔

قالت کان جبرئیل علیه السلام یملی علی النبی صلی الله علیه وآله وسلم رواه الطبرانی فی الاوسط (مجمع الزوائد ج۷، صفحه ۱۵۷)

یہ ظاہر ہے کہ رسول پاک امی تھے، اس لئے جبرئیلؑ کے سامنے ہی نازل شدہ آیات لکھوا دی جاتی تھیں۔ رسول پاک صرف لکھوا دینے پر ہی اکتفاء نہ کرتے تھے بلکہ پڑھوا کر سنتے تھے۔ حضرت زیدؓ کا بیان ہے۔

فان کان فیه مسقط اقامه (مجمع الزوائد، ج ۱، ص ۶۰)

اگر کوئی چیز لکھنے سے چھوٹ جاتی تو اس کو رسول اللہ ﷺ درست کر لیتے۔ یہ سب کام پورا ہو جاتا تب اشاعت عام کا حکم دیا کرتے تھے۔ حضرت زیدؓ کے الفاظ یہ ہیں۔

ثم اخرج به الی الناس یعنی کتابت و تصحیح وغیرہ کا سارا کام ختم ہو جانے کے بعد آیات کی اشاعت لوگوں میں ہوتی تھی۔

رسول کریم ﷺ کے زمانے میں جن چیزوں سے کاغذ کا کام لیا جاتا تھا وہ حسب ذیل ہیں۔

عیب۔ لحفہ۔ کتف۔ ادیم۔ قتب۔

عیب: کھجور کی شاخوں کا وہ حصہ جو تنے سے متصل ہوتا ہے اس میں کافی کشادگی پیدا ہو جاتی ہے، اس حصہ کو شاخ سے الگ کرلیا جاتا تھا پھر ان کو خشک کر کے ان پر لکھا جاتا تھا۔

لحفہ: ہر معمولی پتھر کو نہیں کہتے بلکہ اہل لغت نے لکھا ہے کہ سفید رنگ کی پتلی پتلی چوڑی چوڑی تختیاں پتھر سے بنائی جاتی تھی اور ان پر لکھا جاتا تھا۔

کتف: اونٹ یا بکری کے مونڈھے کے پاس کی گول اور چوڑی ہڈی۔

ادیم: باریک کھال سے دباغت کے بعد تیار ہوتا ہے اور اس آسانی سے لکھا جاسکتا تھا۔

قتب: اونٹ کے کجاوہ میں چھوٹی چھوٹی تختیاں استعمال ہوتی تھیں۔ ان پر لکھا جاتا تھا۔

عہد صدیقیؓ

قرآن پاک رسول پاک ﷺ کے دور میں مدون ہو چکا تھا اور بے شمار حفاظ کے سینوں میں محفوظ تھا۔ بے شمار افراد کے پاس قرآن کے مکتوب نسخے موجود تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد میں آیات اور سورہ کو کتابی صورت میں ایک مستند نسخہ مرتب کرنے کی ضرورت اس وقت محسوس ہوئی جب حفاظ لڑائیوں میں کثرت سے شہید ہو رہے تھے۔ خصوصاً جنگِ یمامہ میں سات سو قرآء شہید ہوئے۔

(عمدۃ القاری ج ۱، ص ۱۷، ۱۶)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت زیدؓ بن ثابت سے کہا کہ تم رحمۃ اللعالمین ﷺ کے عہد مبارک میں کاتب وحی تھے لہذا قرآن پاک کو ایک جگہ جمع کردو۔ حضرت زیدؓ نے ابوبکرؓ سے حکم پا کر نہایت احتیاط سے کام شروع کر دیا اور جمع وتدوین قرآن کا کام ایک سال میں مکمل کیا۔ اس طرح حضرت ابوبکرؓ نے قرآن مجید کو قرأت سبعہ کے مطابق مدون کیا۔

حضرت آدم الاولیا، شہنشاہ تصوف حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ اللہ تعالیٰ ابوبکرؓ پر رحم فرمائے کہ وہ اولین شخص تھے جس نے قرآن کو کتاب کی صورت میں جمع کیا۔ (البرہان جلد اول، ص ۲۳۹)

عہد عثمانیؓ

رسول کریم ﷺ نے عرب کے ہر قبیلے کو سہولت کے خاطر اپنے اپنے لہجے اور رسم الخط میں پڑھنے اور لکھنے کی اجازت دے رکھی تھی۔ عثمانی عہد میں اختلاف قرآن کی وجہ سے نومسلم عجمیوں میں ایک فتنہ کھڑا ہوا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حفصہؓ سے عہد صدیقیؓ میں مرتب نسخہ لے کر اس کے کئی نقول تیار کئے اور اصل صحیفوں کو حضرت حفصہؓ کی خدمت میں واپس کیا اور جو مصاحف نقل کرائے تھے، ان میں سے ایک ایک نسخہ مملکت کے ہر علاقے میں بھیج دیا۔

غیر مسلموں کی شہادتیں۔

سر ولیم میور دیباچہ حیات محمدؐ میں لکھتا ہے۔

اس بات کی تسلی بخش اور قابل اطمینان اندرونی اور بیرونی شہادت موجود ہے کہ قرآن اس وقت بھی ٹھیک اسی شکل وصورت میں محفوظ وموجود ہے جس حالت میں (حضرت) محمدؐ (ﷺ) نے دنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔ (دیباچہ لائف آف محمد، ص ۲۵)

جرمن کے مشہور مستشرق نولڈیکی نے لکھا ہے کہ یورپ کے جن جن مصنفین نے اب تک اس امر کی زبردست کوشش کی ہے کہ قرآن میں تحریف ثابت کریں، مگر وہ اپنی سعی اور جدوجہد میں حیرت انگیز طور پر ناکام ثابت ہوئے ہیں۔ (انسائیکلو پیڈیا برٹینکا، زیر لفظ قرآن)

یہ امر کہ عرب کے بہترین مصنف بھی قرآن کے خوبیوں کے برابر کوئی چیز پیدا کرنے پر قادر نہ ہوئے کوئی تعجب کی بات نہیں۔

(Palmer Introduction P.No.58)

جارج سیل لکھتا ہے کہ قرآن کریم عربی زبان کی سب سے بہتر اور سب سے مستند کتاب ہے کسی انسان کا قلم ایسی معجزانہ کتاب نہیں لکھ سکتا۔ یہ مردوں کو زندہ کرنے سے بڑھا ہوا معجزہ ہے۔

(تفہیم القرآن ص ۶۲، از غلام رسول چودھری)

ڈاکٹر موریس فرانسیسی لکھتا ہے۔

قرآن کی سب سے بڑی تعریف اس کی فصاحت وبلاغت ہے۔ مقاصد کی خوبی اور مطالب کی خوش اسلوبی کے اعتبار سے قرآن کو تمام آسمانی کتابوں پر فوقیت ہے۔

(بحوالہ تفہیم القرآن۔ ص ۶۲، از غلام رسول چودھری)

پاپولر انسائیکلو پیڈیا میں لکھا ہے کہ قرآن مجید کی زبان بلحاظ لفظ عرب نہایت فصیح ہے اس کی انشائی خوبیوں نے اسے اب تک بے مثل اور بے نظیر ثابت کیا ہے۔ قرآن مجید اثر ڈالنے، یقین دلانے کی طاقت، فصاحت، بلاغت اور تراکیب وبندشِ الفاظ میں بے نظیر ہے اور دنیائے سائنس کی تمام شعبوں کی حیرت انگیز ترقی کا باعث ہے۔

(برش فیلڈ نیو ریسرچیز، ص 908)

جان ریسک جرمن فلاسفر لکھتا ہے کہ جب قرآن پیغمبر کی زبان سے منکرین سنتے تھے تو بے تاب ہو کر سجدے میں گر جاتے تھے اور مسلمان ہو جاتے تھے۔ (بحوالہ تاریخ القرآن: از عبدالقیوم ندوی، ص 67)

علماء اسلام تحریف قرآن کے قائل نہیں:

موجودہ دور میں تمام اسلامی مکاتب فکر کے علما، تحریفِ قرآن کے عقیدہ کے قائل نہیں۔ موجودہ قرآن اور موجودہ ترتیب ہی کو درست سمجھتے ہیں۔ موجودہ ترتیب سے متعلق معمولی شکوک وشبہات پھیلانے والی تمام روایات کو ضعیف اور ناقابل اعتماد گردانا ہے۔ چنانچہ مراۃ العقول شرح اصول کافی جلد دوم ص 535 مطبوعہ ایران (مصحف امیر المومنین (حضرت علیؑ) جس کا ذکر سکندری ٹولہ نے کتاب سیرۃ معصومین جلد دوم کے ص 336 پر امام مہدی کے سولہویں خصوصیات کے ضمن میں بھی درج کیا ہے) میں مذکورہ روایت کی ذیل میں لکھا ہے کہ الثالث والعشرون ضعیف اس باب کی تیئسویں روایت ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی محمد بن حسین بن سعید الصالح کوفی ہے جس کے بارے میں رجال نجاشی صفحہ 359 طبع بمبئی میں موجود ہے۔

محمد بن حسین بن سعید الصالح کوفی ابوجعفر ضعیف جداً قیل انه غال

ترجمہ: محمد بن حسین بن سعید الصالح ابوجعفر کوفی انتہائی درجہ کا ضعیف راوی ہے۔ (تحریف قرآن شیعہ نقطہ نظر ص 44)

سید مرتضیٰ علم الھدیٰ فرماتے ہیں کہ،

قرآن جس صورت میں اب ہے اسی صورت میں رسول خداؐ کے زمانے میں ہی جمع اور مرتب ہو چکا تھا۔

(تفسیر مجمع البیان جلد اول، صفحہ 15)

جناب آفتاب احمد صاحب ڈائریکٹر ریسرچ مرکز مطالعات اسلامی پاکستان لکھتے ہیں:

قرآن کے متعدد قلمی نسخے حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ، حضرت امام حسنؑ، حضرت امام حسینؑ اور حضرت امام زین العابدینؑ کے قلم مبارک سے لکھے ہوئے ابھی تک کتابخانہ امام رضا مشہد مقدس ایران میں محفوظ ہیں۔ جن کی ترتیب بعینہٖ موجودہ متداول قرآن (ابتداء سورۃ الحمد۔ انتہا سورۃ الناس) کے عین مطابق ہے۔

(بحوالہ پمفلٹ "شیخ سکندر۔۔۔۔عقیدہ قرآن۔
ص ۴۳: از انجمن صوفیہ نوربخشیہ سکردو)

سلسلۃ الذہب صوفیہ نوربخشیہ کے پیر طریقت حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی" فرماتے ہیں۔

ان ھذا القرآن المکتوب فی مصاحفنا، المتلو بالسنتنا، المحفوظ فی قوۃ حافظتنا، المخزونه فی الدماغ، مکتوب علی لوح المحفوظ العلوی علی ھذا الترتیب فی النورانیه الصرفیه

(العروۃ لاھل الخلوۃ والجلوۃ ص ۴۳۶)

بے شک یہ قرآن جو ہماری کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ جس کی ہماری زبانوں پر تلاوت ہوتی ہے جو ہماری قوت حافظہ میں محفوظ ہے اور جس کا دماغ میں ذخیرہ ہے، بالکل اسی ترتیب پر لوح محفوظ پر خالص نورانیت سے لکھا ہوا ہے۔

حضرت میر سید محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

والقرآن بالفظ والمعنیٰ امتازمن سائر المکتب السماویه وفاق علیها (اصولِ عقائد)

قرآن مجید لفظ اور معنیٰ دونوں لحاظ سے تمام آسمانی کتابوں میں ممتاز ہے اوران پر فوقیت رکھتا ہے۔

معنوی حفاظت:

مسلمانوں نے جس طرح قرآن مجید کے الفاظ اور ترتیب کی حفاظت کی ہے، اسی طرح اس مقدس کتاب کو تحریف معنوی سے محفوظ رکھا۔ آئمہ نے قرآن پاک کی اجمالی مقامات کی تفسیر احادیث نبوی کی مدد سے کی اور قرآن پاک کو تحریف معنوی سے محفوظ رکھا۔ متکلمین نے قرآنی تعلیمات کو عقل کے ساتھ تطبیق دے کر فلسفیانہ اعتراضات کے جوابات دیئے۔

صوفیہ نوربخشیہ کا عقیدہ قرآن:

قرآن پاک ہر قسم کی لفظی ومعنوی تحریف اور تغیر وتبدل سے محفوظ ہے قرآن جس ترتیب (ابتداء سورۃ الحمد۔۔۔۔انتہا سورۃ الناس) کے ساتھ اس وقت اہل اسلام کے پاس موجود ہے بالکل اسی ترتیب سے لوح محفوظ پر لکھا ہوا ہے۔ اور اسی ترتیب کے ساتھ خود شارع خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور مبارک میں تحریر کیا گیا تھا۔ اسی ترتیب پر قرآنی احکامات حضرت سید الاولیا علی علیہ السلام کے دور خلافت میں بھی رائج رہا اور امام مہدی علیہ السلام بھی موجودہ قرآن مجید اور اس کی ترتیب پر مکمل عمل پیرا ہوں گے۔ امام مہدی علیہ السلام کے پاس کوئی دوسرا قرآن کسی اور ترتیب سے موجود نہیں ہوگا۔ قرآن کی حفاظت کا ذمہ ہر لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ ارشاد خداوندی انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحفظون کا اطلاق قرآن پاک کے الفاظ، معانی اور ترتیب سب کی حفاظت پر ہوتا ہے۔

فتنۂ سکندری:

عصر حاضر میں اسلام بہت سے مشکلات میں گھرا ہوا ہے اس کے خلاف دنیا کے دو دھڑے یعنی مغربی عیسائیت اور مشرقی اشتراکیت ہر وقت سازشوں میں مصروف ہیں۔ چین سے مسلمانوں کا نام ونشان بہت پہلے مٹایا جاچکا ہے۔ مسلمان سلطنتیں بہت پہلے سے تنزل اور زوال کا شکار ہیں۔ عربوں نے اسرائیل سے بار بار شکست کھانے کے بعد بھی ہوش نہیں سنبھالا۔ اسرائیل فلسطینیوں پر مظالم ڈھارہا ہے۔ ہندوازم نے ایک مرتبہ پھر ہندوستان میں حکومت حاصل کرلی ہے، وہ اسلام کے خلاف ہر قسم کے حربے اور ہتھکنڈے سے لیس ہوکر اسے زک پہنچانے پر تل گیا ہے۔ ایسے میں سکندر اینڈ کمپنی کا قرآن

پاک کو مشکوک بنانا یقیناً مملکتِ خداد پاکستان کے خلاف غیر ملکی آقاؤں کی خواہش پر گہری سازش ہے۔ سکندری ٹولہ کی یہ خواہش ہوگی کہ کسی نہ کسی طرح پاکستان میں بسنے والے کروڑوں مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچا کر اس ملک کو کمزور کیا جائے، اس لئے اس فتنہ پرور گروہ نے محفوظ ترین آخری کتاب کو تکذیب کا نشانہ بنایا ہے۔ سکندری ٹولے کے نزدیک اصلی قرآن حضرت امام مہدی علیہ السلام کے پاس ہے اور اس وقت عالمِ اسلام اصلی قرآن سے محروم ہیں۔ سکندر اینڈ کمپنی کی ملحدانہ باتوں سے عالم اسلام کے جذبات مجروح ہو گئے ہیں۔ علماء سپریم کونسل صوفیہ نوربخشیہ شمالی علاقہ جات کے علاوہ وطنِ عزیز کے نامور مفتیوں نے رشدئ بلتستان سکندر اینڈ کمپنی کے خلاف قرآن وحدیث کی روشنی میں شرعی فتویٰ صادر کئے ہیں۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے بھی علماء سپریم کونسل صوفیہ نوربخشیہ کی موقف کی تائید وتوثیق کی ہے۔ حکومت عالیہ نے متنازعہ کتاب ''سیرۃ معصومین'' کی تمام کاپیاں ضبط کرنے کا حکم دیا ہے، لیکن اس کے باوجود اس وقت بھی سکندری چیلے بلتستان بھر میں قرآن پاک کی تکذیب یعنی قرآن کو ناقص کہنے کی جسارت کر رہے ہیں۔ حال ہی میں شیخ سکندر نے بعض بے قصور علمائے صوفیہ نوربخشیہ کے نام شامل کر کے اپنے عقائدِ باطلہ کی تائید وتوثیق کی خاطر ایک کتابچہ بعنوان ''حقائق سے پردہ اٹھتا ہے'' شائع کیا ہے۔ اس کو یہ جرأت حکومت کی طرف سے فی الفور کاروائی میں تاخیر ہونے کے باعث ہوئی ہے۔ لہذا حکومتِ وقت سے ہماری پُرزور اپیل ہے کہ دینِ اسلام کی تحفظ اور اس کی سربلندی کی خاطر شیخ سکندر اور اس کے عقائدِ باطلہ کی تائید کرنے والوں کے خلاف سخت تادیبی کاروائی عمل میں لائی جائے۔

ہے قولِ محمد قولِ خدا، فرمان نہ بدلا جائے گا
بدلے گا زمانہ لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائے گا

نسخۂ کیمیا

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حکیم صاحب سے کہا کہ مجھے گناہوں کا مرض ہے اگر اس کی دوا بھی آپ کے پاس ہو تو مجھے عنایت فرمائیے۔ یہاں یہ باتیں ہو رہی تھیں اور سامنے میدان میں ایک شخص تنکے چننے میں مصروف تھا، اس نے سر اُٹھا کر کہا۔

''جو تجھ سے لو لگاتے ہیں وہ تنکے چنتے ہیں''
شبلی! یہاں آؤ میں اس کی دوا بتاتا ہوں۔

حیاء کے پھول، صبر وشکر کے پھل، عجز ونیاز کی جز، غم کی کونپل، سچائی کے درخت کے پتے، ادب کی چھال، حسنِ اخلاق کے بیج یہ سب لے کر ریاضت کے ہاون دستہ میں کوٹنا شروع کر دو اور اشکِ پشیمانی کا عرق ان میں ملاتے رہو، ان سب کو دل کی دیگچی میں بھر کر شوق کے چولہے پر پکاؤ۔ جب سب پک کر تیار ہو جائے، تو صفائے قلب کی صافی میں چھان لینا اور شیریں زبان کی شکر ملا کر محبت کی تیز آنچ دینا جس وقت تیار ہو کر اُترے تو اس کو خوفِ خدا کی ہوا سے ٹھنڈا کر کے استعمال کرنا۔ حضرت شبلیؒ نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو وہ دیوانہ غائب ہو چکا تھا۔

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دکان اپنی بڑھا گئے۔

انتخاب: سید تنویر حسین شاہ۔ اسلام آباد۔

کلامِ اقبال سے انتخاب

اے لَا اِلٰہ کے وارث باقی نہیں ہے تجھ میں
گفتارِ دلبرانہ، کردارِ قاہرانہ
تیری نگاہ سے دل سینوں میں کانپتے تھے
کھویا گیا ہے تیرا جذبِ قلندرانہ

سیاحان عالم معرفت

شگر کا تبلیغی و دعوتی دورہ

غلام حسن حسنو
فاضل عربی، ایم اے

یہ غالباً 23 دسمبر کی بات ہے کہ نیا بازار سکردو میں سید فضل شاہ صاحب فرزند سید ابراہیم میر واعظ خانقاہ نوربخشیہ وزیر پور سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے راقم کو بتایا کہ پہلے وزیر پور میں نوربخشیہ اکثریت میں تھی، اب غیر نوربخشی اکثریت اور نوربخشیہ اقلیت بن کر رہ گئی ہے۔ نوربخشیوں کو انتقال مسلک سے روکنے کے لئے ہم کیا کریں؟ میں نے انہیں کچھ مخلصانہ مشورے دیئے اور ساتھ ہی اس صورتِ حال سے سخت فکرمند بھی ہوا۔ وہاں کے کچھ اور لوگوں سے اس رپورٹ سے متعلق پوچھا تو کسی نے سراسر جھوٹ قرار دیا، کسی نے جزوی تصدیق کی۔ چنانچہ میں نے فیصلہ کیا کہ صورتِ حال کا مشاہداتی جائزہ لینے کے لئے میں خود وہاں جاؤں گا۔

25 دسمبر کو مدرسۂ شاہ ہمدانؒ سکردو میں علمائے نوربخشیہ کی دو روزہ کانفرنس ہوئی۔ اس موقع پر بلتستان بھر میں تبلیغی و دعوتی وفود بھیجنے کا فیصلہ کیا گیا تو میں نے شگر وزیر پور سائیڈ جانے کی تجویز پیش کی، جس کی سبھی احباب نے تائید کی۔ اس طرح مولانا محمد علی عارف کریس، مولانا محمد علی عارف شگر اور راقم پر مشتمل ایک تین رکنی تبلیغی وفد تشکیل پایا۔ دورے کی مختصر رُوداد نذر قارئین کی جا رہی ہیں۔

شگر وزیر پور سائیڈ کے وہ علاقے جہاں مسلکِ نوربخشیہ کے پیروکاران ہیں، کی آبادی کچھ اس طرح سے ہیں۔

نیالی:

کل 50 گھرانے ہیں۔ یہاں سو فیصد آبادی نوربخشی ہیں۔

بونڈو: کل 80 گھرانے ہیں۔ 68 گھرانے نوربخشی اور 12 گھرانے اہلحدیث برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔

وزیر پور: کل 500 گھرانے ہیں۔ 382 گھرانے نوربخشی۔ 90 گھرانے اہلحدیث اور 28 گھرانے شیعہ برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔

گلاب پور: 500 گھرانے ہیں۔ 300 گھرانے نوربخشی ہیں۔ 80 گھرانے اہلحدیث اور 110 گھرانے شیعہ ہیں۔

بونڈو کا وجہ تسمیہ:

غالباً بون مت کا گڑھ ہونے کی وجہ سے یہ نام پڑا ہے لیکن اب یہاں کے سارے باشندے ماشاء اللہ مسلمان ہیں۔ یہاں نوربخشیوں کا ایک مدرسہ بھی چل رہا ہے۔ اس مدرسے میں پہلے ایک استاد لڑکوں کو پڑھاتا ہے پھر نماز ظہر کے بعد ایک معلمہ بچیوں کو پڑھاتی ہے۔ بونڈو تقریباً 5 کلومیٹر لمبا ہے، آبادی پھیلا ہوا اور منتشر ہے۔ اتنے بڑے علاقے کیلئے صرف ایک پرائمری سکول ہے جس میں بچے اور بچیاں اکھٹے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ پانی، بجلی، ڈسپنسری، لیڈی ہیلتھ وزیٹر، زچہ بچہ سینٹر کوئی نہیں ہے۔ ناخواندگی عام ہے لوگ دیندار، مہمان نواز، سادہ مزاج اور باشعور ہیں۔ ہر قسم کی بنیادی سہولتوں سے محروم دیکھ کر ہمیں بڑی حیرت ہوئی۔ معلوم ہوا کہ یہ علاقہ شروع سے ہی عوامی نمائندوں اور سرکاری ارباب بست و کشاد کی طرف سے نظر

اندازہ رہا ہے۔ ہم نے علاقے کے روساکو جمع کر کے ایک تعلیمی کمیٹی تشکیل دی اور گرلز پرائمری سکول، SAP سکول، نان فارمل سکول، ڈسپنسری وغیرہ کیلئے درخواست لکھ کردے دی اور سختی سے ہدایت کی کہ منظور ہونے تک بار بار درخواستیں دیتے رہیں۔ اب دیکھئے صلہ جتن کیا ملتا ہے۔ یہاں سے ہم وزیرپور پہنچے، یہ بہت وسیع وعریض علاقہ ہے۔ مثیلو، جنگیچکپہ، چنڈوپہ اس کے مختلف محلات ہیں۔ یہاں 500 گھرانے آباد ہیں۔ ان میں سے 382 گھرانے نوربخشی ہیں۔ یہاں دو جگہ اجتماع ہوتا ہے۔ مرکزی خانقاہ میں سید ابراہیم مدظلہ میر واعظ ہیں جبکہ چنڈو میں سید یعقوب وسید ثناء اللہ میر واعظ ہیں۔ کیونکہ جمعہ کا دن تھا اس لئے ہم نے فیصلہ کیا کہ مولانا محمد علی عارف کریس مرکزی خانقاہ میں جمعہ پڑھائیں گے جبکہ راقم چنڈو میں خطبۂ جمعہ دیں گے۔ چنانچہ ہم نے طے شدہ جگہوں پر جمعہ پڑھایا اور ساتھ ہی دعوتی وتبلیغی مشن کا اجراء بھی کیا۔ ہمیں معلوم ہوا کہ موضع بوندو کے مقابلے میں وزیرپور میں حکومت کی جانب سے بہت سی سہولتیں فراہم ہیں۔ پانی کے لئے پائپ لائن، تعلیم کے لئے پرائمری، SAR مڈل اور پبلک سکولز قائم ہیں۔ صحت کے لئے ڈسپنسری، خواتین کی صحت کے لئے لیڈی ہیلتھ وزیٹر مقرر ہیں۔ اہلحدیث کا ایک بڑا مرکز بھی قائم ہے۔ یہاں 4 نوربخشی مدرسے ہیں جن کی کارکردگی حوصلہ افزاء ہیں، جن میں سینکڑوں بچے پڑھ رہے ہیں۔ مدرسوں کی اپنی عمارتیں اور الگ الگ تنظیمیں موجود ہیں۔ لوگوں میں دینی جذبہ قابل قدر ہے۔ نوربخشی مسلک سے متعلق یہاں کے لوگ بہت ہی احساس رکھتے ہیں اور ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار وآمادہ رہتے ہیں، علمائے نوربخشیہ کے قدردان ہیں اور ساتھ ہی اختلافی فضا پر فکر مند بھی ہیں، جو ان کے باشعور ہونے اور دینی جذبے اور مذہبی لگاؤ کی علامت ہے۔ یہاں پہنچ کر تفصیلی جائزہ لینے اور اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرنے کے بعد سید فضل شاہ صاحب کی بات بالکل غلط اور من گھڑت ثابت ہوئی۔ فللہ الحمد۔ ط وزیرپور کی مرکزی خانقاہ کا میر واعظ سید ابراہیم صاحب ہیں وہ زیارت کے لئے ایران گئے ہوئے تھے ان کے بیٹوں میں سید مہدی شاہ سول ڈسپنسری وزیرپور کا انچارج ہیں۔ سید طٰہ اور سید فضل شاہ دینی و دنیوی تعلیم سے بہرہ ور ہیں۔ اول الذکر مڈل سکول کا ہیڈ ماسٹر اور ثانی الذکر ٹرانسپورٹ چلاتے ہیں۔ جبکہ چنڈو میں سید ثناء اللہ اور سید یعقوب دونوں نوربخشی راہنما ہیں۔ دونوں برادران دینی تعلیم سے آراستہ ہیں۔ ان کے علاوہ مدرسہ شاہ ہمدانؒ سے فارغ اور زیر تعلیم کچھ علماء بھی ہیں۔ علاقہ چنڈو پہ کی جامع مسجد موزوں جگہ بنائی گئی ہے۔ جبکہ آبادی نیچے دور دور تک پھیل گئی ہے۔ اتنے بڑے اور وسیع علاقے میں اور وہ بھی خاصی چڑھائی پر ایک جگہ جمعہ ہونے سے مقامی تقریباً آدھے نوربخشی لوگ جمعہ کی عظیم سعادت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ ہمارے خیال میں وزیر پور خاص میں موجودہ خانقاہ کے علاوہ ایک اور جگہ بھی جمعہ کا انعقاد ہونا چاہیئے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ جمعہ میں شریک ہوں، اس کے لئے وزیرپور کے زعماء اور میر واعظ صاحبان کو مل بیٹھ کر فیصلہ کرنا چاہیے

ہماری آخری منزل گلاب پور شگر تھی۔ یہ علاقہ کسی تعارف کے محتاج نہیں ہے، کیونکہ یہ قریہ مولانا پیر سید نواز حسین بجکیوی، مولانا مفتی علی محمد ہادی اور جاوید اکبر ابدالی صاحبان کی جائے مستقر ہیں۔ یہ بہت وسیع وعریض علاقہ ہے۔ عین درمیان میں خانقاہ نوربخشیہ کی عمارت گویا جڑا ہوا نگینہ ہے۔ نہایت خوبصورت اور برمحل نظر آتا ہے۔ علاقہ شگر کا کونسلر حاجی محمد حسین مرحوم بھی اسی علاقے سے تعلق رکھتے تھے۔ اس لئے اس علاقے میں بے شمار ترقیاتی کام ہوئے ہیں۔ یہاں بکثرت سکول، ہسپتال، بجلی، آبنوشی، سڑکیں، ٹیلی فون کنکشنز موجود ہیں۔ یہاں کی کل گھرانے 500 ہیں جن میں سے

300 گھرانے نوربخشی ہیں۔ہم گلاب پور کو 3 حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔خورید۔گلاب پور خاص۔کایو۔تینوں قطعوں کی آبادی کا گوشوارہ کچھ یوں ہے۔

خورید: 93 گھرانے:30۔نوربخشی۔60 اہلحدیث۔ 2 شیعہ

گلاب پور: 323 گھرانے:227 نوربخشی 20 اہلحدیث 76 شیعہ

کایو: 84 گھرانے:- 43 نوربخشی۔ 41 شیعہ۔

خورید، وزیرپور اور گلاب پور خاص کے درمیان واقع ہے۔جس کی 93 میں سے 60 گھرانے اہلحدیث مکتبہ سے تعلق رکھتے ہیں،اس حوالے سے اسے اہلحدیث کا گڑھ کہنا بے جا نہ ہوگا۔یہاں اہلحدیث کی 16 مسجدیں موجود ہیں۔کئی مسجدیں صرف ایک ایک گھرانے کے لئے بنائی گئی ہیں اور سب غیر ملکی امداد سے بنائی گئی ہیں۔اسی طرح نوربخشیوں کے 11 مسجدیں ہیں۔ایک مدرسہ بھی ہے جہاں بچے اور بچیاں اکٹھے پڑھتے ہیں۔یہاں مدرسہ شاہ ہمدانؒ سے فارغ التحصیل ایک عالم بھی موجود ہے اور چند آخوند حضرات بھی ہیں جو دینی معاملات سرانجام دیتے ہیں۔

گلاب پور خاص میں پیر سید نواز حسین سمیوی، مفتی علی محمد ہادی کے علاوہ مدرسہ شاہ ہمدانؒ سے فارغ التحصیل دو علماء موجود ہیں۔آخری علاقے جو خرابر، کایو اور ابدالی آباد کہلاتا ہے وہاں مولانا محمد اسماعیل اور مولانا نثار حسین جیسے علماء موجود ہیں۔گلاب پور خاص میں ایک بڑا نوربخشی مدرسہ چل رہا ہے۔اسی طرح خرابر، تیچو میں بھی مدرسے ہیں۔جہاں بچے اور بچیاں دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔اگرچہ خانقاہ گلاب پور نہایت موزوں اور شایان شان جگہ پر تعمیر ہوئی ہے لیکن یہ علاقہ بہت بڑا طویل و عریض ہے۔پورے علاقے میں صرف خانقاہ پر جمعہ ہوتی ہے۔ہمارے خیال میں کایو اور خورید میں بھی جمعہ ہونا چاہئے تاکہ ہر نوربخشی فرد سعادت جمعہ میں شریک ہو سکے۔گلاب پور کے علاقے میں مسجدیں نسبتاً زیادہ آباد ہیں۔سردیوں میں گرمائش کا انتظام ہے اس مقصد کے لئے مسجدوں میں بخاریاں لگی ہوئی ہیں۔یہاں کے لوگ بھی نہایت دیندار، باشعور اور دین سے حقیقی جذبہ رکھنے والے ہیں۔انہیں نوربخشی مسلک کے اختلافات سے یک گونہ تشویش ہے جو ان کے باشعور ہونے کی دلیل ہے۔ہماری تبلیغی دورے کے دوران طرز عمل کچھ اس طرح ہوتا تھا کہ ہم علاقے کے کسی بااثر شخصیت کے ہاں جاتے اور علاقے کے لوگوں کو وہاں بلواتے، پھر باری باری مختلف موضوعات پر خطاب کرتے۔اتفاق واتحاد برقرار رکھنے پر زور دیتے۔مسلک نوربخشیہ کی خصوصی امتیازات، بزرگوں کے علمی، روحانی قدر و اہمیت سے آگاہ کرتے۔ان کے دنیوی و دینی مسائل پوچھتے انہیں حل کراتے، اختلافی باتوں کو بالکل نہ چھیڑتے، علاقائی صورت حال پوچھتے، جب نماز کا وقت ہوتا تو مسجد میں جاتے تعقیبات کے بعد پھر خطاب کرتے۔پھر کسی اور گاؤں یا علاقے کی طرف نکل جاتے۔

عمومی تبصرہ:

اہل شگر نہایت دیندار، باشعور ہیں اور نوربخشی مسلک سے دل لگاؤ رکھتے ہیں اور اپنے نوربخشی ہونے پر انہیں فخر ہے۔یہ لوگ نہایت سادگی پسند اور محنت کش ہیں۔ان میں تصنع اور ملمع کاری بالکل نہیں ہے۔مذہبی تعلیمات و معاملات میں دلچسپی اور علماء کے قدردان ہیں۔لوگوں کے پاس زرعی اراضی کی فراوانی ہے جس کی وجہ سے مال مویشی کی بہتات ہیں، زرعی پیداوار اور پھل فروٹ میں خودکفیل ہیں۔لیکن ملازمت اور کاروبار نہ ہونے کے برابر ہیں۔

باقی صفحہ نمبر ۱۳۳ پر ملاحظہ فرمائیں

فکر و نظر

جمع وتدوین قرآن

جی ایچ معروفی

جمع قرآن کے دو معنی ہیں۔

قرآن کو حفظ کرنا اور سینہ میں جگہ دینا۔

قرآن کو لکھنے اور سورتوں اور آیتوں کو کتابی صورت میں ایک جگہ جمع کر دینا۔

جامع قرآن خود آنحضرت کی ذات گرامی ہے۔ یورپ کے چند اسلام مخالفین نے اسلام پر جو بہتان طرازیاں کی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ قرآن کریم عہدِ رسالت میں جمع نہیں ہوا تھا بلکہ بعد کی تاریخی ادوار میں مرتب ہوا۔ اس سے ان کا مقصد قرآن میں شکوک وشبہات کو جگہ دینا تھا تاکہ لوگ اس قرآن مجید سے بدظن ہو سکے اور یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کی کہ موجودہ قرآن کریم بہ حیثیت مجموعی خداوند تعالیٰ کا نازل کردہ نہیں بلکہ دوسرے لوگوں نے اس میں بہت کچھ ترمیم واضافہ کر دیا ہے۔ مستشرقین کی اس ہرزہ سرائی کی تردید کے لئے ہمیں باہر کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ قرآن کریم خود اس کی شہادت دیتا ہے۔ ذَالِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْہِ۔ ط۔ اس کتاب میں کوئی شک نہیں ہے۔ ایک جگہ فرمایا بَلْ ھُوَ قُرْآنٌ مَّجِیْدٌ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ۔ ط۔ یہ قرآن مجید محفوظ تختیوں پر لکھا گیا ہے۔ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْآنَہٗ بے شک قرآن کا جمع کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمے ہے۔ ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن مجید عہد رسالتؐ میں آنحضرتؐ کے حکم سے لکھا جاتا تھا۔ بہت سے تلاوت کرنے والے اپنے طور پر لکھ لیتے تھے۔ بعض کے پاس پورا قرآن لکھا ہوا تھا اور بعض کے پاس کچھ حصہ لکھا ہوا تھا۔ مذکورہ بالا واقعات اس حقیقت کی آئینہ داری کرتے ہیں کہ قرآن کریم بڑی حد تک عہد رسالتؐ ہی میں لکھا جا چکا تھا۔ احادیث میں آیا ہے کہ حضرت جبرئیلؑ سال میں ایک دفعہ حضور کو قرآن مجید کا اعادہ کرایا کرتے تھے یہ اس امر کی دلیل ہے کہ موجودہ ترتیب آنحضور کی دی ہوئی ہے۔ روایت میں ہے کہ حضرت حفصہؓ کے گھر کے ایک صندوق میں پورا قرآن مجید رکھا ہوا تھا۔

روایت میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے مرض الموت میں فرمایا ''مجھے قلم اور دوات لے آؤ تاکہ میں کچھ لکھوا دوں'' اس کے جواب میں حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ ہمارے لئے کتاب اللہ کافی ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن اس وقت لکھا ہوا موجود تھا۔ مذکورہ بالا دلائل وبراہین سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ قرآن مجید کی موجودہ ترتیب سرورِ کونین حضرت محمد ﷺ کی دی ہوئی ہے اور آپ ہی دراصل جامع القرآن ہے۔ یہ اور بات ہے کہ بعض عناصر خلفاء سے بدنیتی کی بناء پر قرآن مجید پر بھی انگلی اٹھانے لگے ہیں، یہ نہیں سوچتے کہ جامع قرآن خود آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ امت مسلمہ کا واحد غیر متنازعہ کتاب قرآن ہے۔ اگر اس پر بھی شکوک وشبہات کا اظہار کیا گیا تو کوئی بھی اسلامی ورثہ متنازعہ بننے سے محفوظ نہیں رہے گا۔ لہٰذا ایک خدا، ایک رسول، ایک قرآن اور ایک کعبہ پر کسی صورت میں شک کا اظہار کرنے کی اجازت نہیں ہونا چاہئے۔ اگر یہ روش چل گیا تو یورپ کے پادریوں کو پھر موقع مل جائے گا۔ یہ مسلمانوں کا شیوہ

نہیں ہے اور یہ کہنا کہ موجودہ قرآن مجید حضورؐ کے زمانے میں جمع نہیں ہوا تھا، یہ قرآن ترتیب نزولی کے مطابق نہیں ہے اس میں ناسخ و منسوخ عام و خاص کے ساتھ نہیں ہے، ہر لحاظ سے جامع و مکمل والا قرآن امام مہدیؑ لے کر آئیں گے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے شکوک و شبہات کا اظہار کرنا دراصل موجودہ قرآن پر عدم اعتماد کا اظہار ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ط اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے لئے فرماتا ہے۔ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ط اس کے بعد فرماتے ہیں فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ. پس اگر تم نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو کہ آدمی جس کا ایندھن بنیں گے۔

عہد نبویؐ میں حفاظت قرآن:

آنحضور ﷺ کا یہ معمول تھا کہ جب بھی قرآن کریم کا کچھ حصہ نازل ہوتا تو صحابہ رضوان اللہ علیہم کو سناتے۔ صحابہ کرامؓ ایسے تھے جنہیں پورا قرآن مجید یاد تھا۔ جب کوئی آیت نازل ہوتی تو آپ فوراً اس کے لکھوانے کا بندوبست کرتے اس غرض کے لئے بہت سے کاتب مقرر کر رکھے تھے۔ ان کی تعداد 26 بتائی جاتی ہے۔ خلفائے اربعہؓ کے نام کاتبانِ وحی میں سرِفہرست ہیں۔ اس زمانے میں سامانِ کتابت کا فقدان تھا۔ لکھنے کے لئے کھجور کے چوڑے پتے، شانے کی ہڈی، ہرن کی کھال وغیرہ بھی استعمال ہوتی تھی۔ جو چیز مل جاتی اس پر نازل شدہ آیات فوراً لکھوائی جاتی تھیں۔ پھر آپؐ اس تحریر کو مسلمانوں میں پھیلاتے، وہ اس سے نقل کر کے اپنے پاس رکھتے تھے۔ مخصوص کاتبانِ وحی کے علاوہ بہت سے صحابہؓ نے اپنے طور پر قرآن مجید جمع کئے اور رات بھر پڑھتے تھے۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے ایک ماہ میں ختم کرنے کا حکم دیا۔ جب آپؐ نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو مسجد نبوی میں ایک صندوق رکھوا دیئے، جس میں قرآن کا ہر نیا نازل شدہ حصہ لکھوا کر رکھ دیا جاتا تھا اور تمام مسلمان اس سے اپنے لئے نقل کرتے رہتے تھے۔ اس طرح آپ کی وفات ۱۱ھ تک قرآن کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جو تحریری صورت میں مسلمانوں کے پاس موجود نہ ہو۔ البتہ یہ ایک کتاب کی صورت میں مرتب نہ تھا۔ بلکہ اس کے اجزاء منتشر تھے۔

ترتیب سورہ وآیات:

ظاہر ہے کہ قرآن مجید آج جس مرتب صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے یہ وہ ترتیب نہیں جس کے مطابق نازل ہوا تھا اگر ایسا ہوتا تو سورہ العلق قرآن کریم کا نقطہ آغاز ہوتی۔ البتہ یہ صحیح ہے اور سب علماء اس پر متفق ہیں کہ آیات کی ترتیب توقیفی ہے۔ توقیفی کے معنی ہیں واقف اور آگاہ کرنا۔ مطلب یہ ہے کہ اس ترتیب سے اللہ تعالیٰ نے پیغمبر ﷺ کو آگاہ کیا تھا، اس میں آنحضرتؐ کی رائے و اجتہاد کو دخل نہیں۔ آپ ﷺ کو ایک ایک آیت کا مقام و محل حضرت جبرئیلؑ نے بتایا تھا۔ قرآن حکیم کی سورتوں اور آیات کو مضامین کے لحاظ سے مرتب کیا گیا ہے۔ ترتیب نزولی کے مطابق نہیں۔ بعض چھوٹی سورتیں ایک دفعہ ہی نازل ہوئیں۔ بعض سورتوں کی آیات تھوڑی تھوڑی کر کے نازل ہوتی رہیں۔ یہ ضروری نہیں تھا کہ ایک سورت کے ختم ہونے کے بعد دوسری سورت شروع ہو، بلکہ ایک سورت کے نزول کے دوران دوسری سورت شروع ہو جایا کرتی تھی۔ آپ صحابہؓ سے فرماتے کہ فلاں آیت کو فلاں سورت میں رکھو۔ جمع و ترتیب کا یہ کام حیات نبویؐ ہی میں اتمام پذیر ہوا۔ قرآن حکیم کی موجودہ ترتیب اسی وقت سے چلی آتی ہے۔ آج تک اس میں سرِمو تبدیلی رونما نہیں ہوئی۔ چونکہ نزولِ قرآن کا سلسلہ آنحضورؐ کی عمر کے آخری حصہ تک جاری رہا اس لئے آپ کی بتائی ہوئی ترتیب کے مطابق قرآن مجید کو کتابی صورت میں یکجا نہ کیا جا سکا، البتہ قرآن کو حفظ کرتے وقت اس

ترتیب کو ملحوظ رکھا جاتا تھا۔اس میں شک نہیں کہ کہ قرآنی آیات پر مشتمل نوشتے متفرق طور پر صحابہؓ کے پاس موجود تھے۔اس کے ساتھ آیتوں اور سورتوں کی اندرونی ترتیب و تہذیب کا کام مکمل ہو چکا تھا۔ اس لئے برملا یہ کہا جاسکتا تھا کہ فلاں سورت اتنی آیات پر مشتمل ہے اور فلاں آیت کا نمبر یہ ہے، اور ترتیب یہ ہے، حفاظ قرآن کے سینوں میں محفوظ تھی۔عہد رسالتؐ میں متعدد صحابہؓ ایسے تھے جن کو پورا قرآن مجید یاد تھا۔حضور ﷺ کے وصال کے بعد عرب بھر میں کفر والحاد کا طوفان اٹھا، ان میں ایک بڑا محاذ مسیلمہ کذاب نے کھولا تھا۔اس کے خلاف جنگ یمامہ میں بارہ سو کے قریب صحابہؓ شہید ہوئے جن میں سے سات سو قرآن خوان اور ستر کے قریب قاری تھے۔یہ صحابہؓ آنحضورؐ کے تربیت یافتہ اور عرب و عجم کے اطراف میں قرآن پاک کی تعلیم پہنچانے کے ذمہ دار لوگ تھے۔ان کو قرآن مجید نہ صرف یاد تھے بلکہ ان کے پاس اس کے تحریری اجزاء بھی تھے۔ان میں سے بعض نے براہ راست حضورؐ کی زبانی قرآن حکیم سن کر لکھ بھی لیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے حفاظ قرآن کی شہادت کا یہ عالم دیکھ کر حضرت ابوبکرؓ سے کہا اگر قرآن کے حفاظ و قراء اس طرح جامِ شہادت نوش کرتے رہے تو قرآن مجید کے بہت سے اجزاء کھو جائیں گے لہذا قرآن کو ایک مرتب کتاب کی صورت میں جمع کر لیا جائے۔حضرت ابوبکرؓ نے زید بن ثابتؓ کو اس کام پر مامور کیا کیونکہ وہ حافظ قرآن بھی تھا اور حضورؐ نے کاتب وحی بھی مقرر کیا ہوا تھا۔حضرت ابوبکرؓ کے حکم سے زید بن ثابتؓ کے پاس وہ تمام نوشتے لائے گئے جو آنحضرت ﷺ نے خاص اہتمام سے لکھوائے تھے۔اس طرح دیگر صحابہ کے پاس قرآن کے جو مسودات تھے وہ سب اکٹھے کر لئے گئے۔حضرت زید کا طریقہ یہ تھا کہ کسی آیت کو لکھنے سے پہلے ان تحریری مجموعوں میں اسے تلاش کرتے اور پھر حفاظ قرآن کی یادداشت سے مقابلہ کر کے لکھ لیتے تھے۔صرف حافظہ یا صرف تحریر پر اعتماد نہیں کرتے تھے، بلکہ دونوں کی تصدیق ضروری تھی۔انہوں نے حاکم وقت کے ذریعہ اعلان کروایا کہ جس صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے براہ راست سن کر قرآن حکیم کا جو حصہ لکھ رکھا ہو، اسے پیش کیا جائے۔اس موقع پر لوگوں کے پاس چمڑے کے ٹکڑوں اور لکڑی اور ہڈیوں، تختیوں وغیرہ پر جو آیات لکھی ہوئی تھی، اٹھا لائے۔ان میں خلفاء اربعہ کے علاوہ بہت سے صحابی نے جمع کیا۔حضرت زید بن ثابتؓ نے کمال احتیاط اور تصحیح و مقابلہ کے بعد قرآن کریم کا جو نسخہ تیار کیا۔وکو ہر لحاظ سے وہی قرآن تھا جو حضورؐ پر نازل ہوا تھا۔اس طرح زید بن ثابتؓ کے تحریر کردہ نسخہ پہلے حضرت ابوبکرؓ کی تحویل میں رہے پھر حضرت عمرؓ کے حفاظت میں آئے ان کے بعد یہ نسخہ ان کی صاحبزادی حضرت حفصہؓ کے تحویل میں دیا گیا۔

﴿باقی آئندہ شمارے میں﴾

بصد تشکر و امتنان:

نوائے صوفیہ کی مالی تعاون کی اپیل پر جن مخلصین نے مالی معاونت فرمائے ہیں، ان کے اسماءِ گرامی درجِ ذیل ہیں۔

۱: غلام علی چوہان صاحب اور احباب کی طرف سے:
مبلغ: -/20,000

۲: حاجی محمد علی تھلوی صاحب، DHO آفس گنگچھے:
مبلغ: -/1,000

۳: الطاف حسین تھلوی صاحب، فارسٹ آفس چیلاس:
مبلغ: -/1,000

۴: چند مخلص ہستیوں کی طرف سے: بذریعہ ماسٹر عبدالکریم:
مبلغ: -/1,640

فکر ونظر

اصحاب رسولؐ

مولانا غلام محمد تھلوی

شہادۃ العالیہ، ایم اے، بی ایڈ

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے اور انسان کو دینِ اسلام اور معرفتِ خداوندی کی شناسی کے لئے عقل، شعور اور حواس عطا فرمایا۔ اس کائنات میں پیغمبروں کے سب سے آخر میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہادیٔ عالم اور رحمتِ کونین بنا کر مبعوث فرمایا۔ ذیل میں آپ کے اصحاب سے متعلق کچھ فضائل عرض کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اصحابِ رسول کی تعریف:

یہ دوست، ساتھی، ساجھی اور مالک کے معنوں میں آتا ہے۔ صحابی کی اصطلاحی جامع تعریف یہ ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے نفسِ نفیس ملاقات کی، آپ پر صدقِ دل سے ایمان لائے اور ایمان پر ثابت قدم رہ کر فوت ہوئے۔ اصحاب رسول کی شان میں ارشادِ الٰہی ہے۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ. ط

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔ تو انہیں رکوع کرتے سجدہ میں گرتے دیکھے گا۔ اللہ کا فضل ورضا چاہتا ہوا پاوے گا۔ (سجدوں کی کثرت کی وجہ سے) ان کی چہروں پہ سجدے کے اثر سے نشان پاؤ گے۔ ان کی یہ صفت توریت میں ہے اور انجیل میں بھی ذکر ہیں۔ جیسے ایک کھیتی نے پٹھا نکالا پھر اسے طاقت دی پھر دبیز ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھلی لگتی ہے تا کہ ان سے کافروں کے دل جلیں۔

درج بالا آیت کی روشنی میں اصحاب رسولؐ کے اوصاف حسب ذیل ہیں۔

دشمن کے مقابلے میں جوان مردی اور شجاعت کا مظاہرہ:

جلیل القدر اصحاب رسولؐ نے تبلیغ اسلام اور اشاعت دین کے سلسلے میں انتہائی جرأت مندی اور عزم واستقلال سے کام کیا، سیسہ پگلائی ہوئی دیوار کی طرح دشمن کے سامنے کھڑے ہو کر اسلام کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کے تحفظ کے لئے شجاعت وبہادری سے معرکوں میں نمایاں کردار ادا کئے اور سینہ سپر ہو کر رسول پاک ﷺ کی حمایت کی۔ اس کی روشن مثالیں تاریخ اسلام میں غزوۂ بدر، احد، احزاب اور حنین وغیرہ ہیں۔ اصحاب رسول میں سے بالخصوص مولائے متقیان امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام وہ ہستی ہے جنہوں نے غزوات میں صفِ اول میں رہتے ہوئے کفار کے سپہ سالاروں اور عرب کے مشہور سورماؤں کو واصلِ جہنم کر دیا اور اسلام کا جھنڈا اپنی شجاعت کے بل بوتے پر سربلند رکھا۔ تبھی تو آپ کی شان میں کہا گیا۔ ''لَا فَتٰی اِلَّا عَلِی لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفَقَار'' ان کے بے نظیر شجاعانہ کارناموں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ سے نوازا۔

رسول پاک سے عشق اور اصحاب کے اپنے درمیان شفقت وہمدردی:

اصحاب رسول اپنے مابین انتہائی ہمدردی اور محبت سے پیش آتے

تھے، ذاتی مفاد کو بالائے طاق رکھتے تھے۔ اپنی جان سے زیادہ اپنے دینی بھائیوں کو عزیز سمجھتے تھے۔ حقیقی بھائیوں کی بنسبت اپنے ہم عقیدہ ساتھیوں پر جان نثار کرتے تھے۔ مصائب اور مشکلات میں مبتلا ہونے کے باوجود اپنے دینی بھائیوں کو خود پر ترجیح دیتے تھے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وہ اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے۔ اگر چہ وہ خود محتاج کیوں نہ ہو۔ انکی اس نرم دلی اور ایثار کا جذبہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ "آپس میں نرم دل ہیں" کا خطاب فرمایا۔

عبادت وریاضت میں مداومت:

ان پاکیزہ سیرت ہستیوں کا یہ شیوہ تھا، جب جہاد اصغر کا اعلان ہوتا تو اپنے مال و جائداد میں سے اللہ و رسول کا حصہ نکال کر اعلائے کلمۃ اللہ و شفقۃ علی خلق اللہ کی خاطر لبیک کہتے ہوئے جہاد کے لئے نکلتے۔ امن کے موقعوں پر عبادت وریاضت، زھد وتقویٰ اور تفکر و تذکر میں مصروف ہوتے۔ اپنے اوقات لہو و لعب، ہنسی مذاق اور فضول باتوں میں نہیں گزارتے بلکہ رسول پاک کی صحبت میں رہ کر دین کی باتیں سیکھتے۔ جہاد اکبر کے لئے ذکر وفکر، عبادت وریاضت مجاہدہ و مراقبہ اور رکوع و سجود میں اوقات گزارتے تھے۔ اسی لئے باری تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا۔ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا۔

ان کے تمام افعال اور اعمال کی بجا آوری کا مقصد صرف اور صرف رضائے خداوندی تھا، وہ کسی معاوضہ یا ممتنانہ کے طالب نہ تھے۔ تقرب الٰہی اور نگاہ مصطفویٰ میں سما جانا ان کا نصب العین تھا۔ رسول پاک نے ایک مرشد کی حیثیت سے اپنے مریدوں کی اعلیٰ تربیت فرمائی۔ اس لئے ان کے چہروں میں ایمان کی علامت انوار کی شکل میں نمایاں تھی۔ ان خدا خوف، خدا شناس، عاشق مصطفےٰ لوگوں کی مثال توریت، انجیل اور دیگر آسمانی صحیفوں میں موجود ہیں۔ اگر چہ یہ شروع میں کمزور تھے، لیکن تائید الٰہی اور قدرتی اسباب کی بنا پر ان کو خوب تقویت ملی۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفتح کے آخری آیت میں اصحاب رسول کے اوصاف کا ذکر جامع اور فصیح انداز میں فرمایا ہے۔

بدقسمتی سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق امت مسلمہ افراط وتفریط کا شکار رہی ہے۔ کچھ گروہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معصوم عن الخطا سمجھتے ہوئے ان کے ہر قول وفعل کی پیروی لازم سمجھتے ہیں اس طرح صحابہ کے قول وفعل کو بھی سنت رسول کا درجہ دیتے ہیں۔ جبکہ دوسرا گروہ مختلف تاریخی واقعات کے حوالے سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو سب وشتم کا نشانہ بناتے ہیں۔ ان دو متضاد نظریات سے امت مسلمہ کو سخت نقصان پہنچا ہے اور ہر جگہ اس کے اثرات محسوس کئے جاسکتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ صحابہ کرام سے متعلق ہم راہ اعتدال اختیار کریں۔ افراط وتفریط سے گریز کرتے ہوئے دَعْ مَا كَدِرَ وَخُذْ مَا صَفَا "یعنی گند کو چھوڑ اور پاکیزہ کو لو" پر عمل کریں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے بحیثیت انسان ان کی پاکیزگی علم و عمل کی صفائی، ایمان و یقین کی خوشبو، ریاضت و مجاہدے کے ثمرات سے بھرپور استفادہ کرنے کی کوشش کریں، اسی میں ہمارے لئے دو جہاں کی سرخروئی و کامرانی مضمر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو فہم دین عطا فرمائے۔ آمین

مدرسہ صوفیہ نوربخشیہ، ڈیرہ دون کیلئے عطیات:
پاکستان کے مختلف جگہوں سے مدرسہ صوفیہ نوربخشیہ ڈیرہ دون کے لئے وصول شدہ عطیات نمائندہ نوائے صوفیہ کے ذریعہ ارسال کردی گئی ہیں۔ اس دفعہ عطیات کی صورت میں -/17,000 روپے جمع ہوچکے تھے۔ وقتاً فوقتاً موصول ہونے والے عطیات جمع کرکے ہی بھیجی جاتی ہیں۔ (از: ادارہ)

فلسفۂ کربلا

حق کا علمبردار کون؟

مجاہد حسین کاوش

علم، پرچم، لواء اور رائت سب کے سب قریب قریب ایک ہی معنی والے الفاظ ہیں جسے فارسی میں نشان اور اردو میں جھنڈا کہتے ہیں۔اس رواج کا نقطۂ آغاز بنی آدم کی اس پہلی لڑائی سے ملتی ہے جو شیثؑ اور قابیل کے درمیان لڑی گئی۔ جنگ کے وقت حضرت شیثؑ نے خدا کا بھیجا ہوا ہدیہ سفید لباس پہنے ہوئے تھے اور ملائکہ سفید علم اٹھائے ہوئے تھے، جبکہ اس کا باقاعدہ رواج مصری فرماں رواؤں نے کی تھی۔ایک حدیث میں ہے کہ پہلے پہل حضرت ابراہیمؑ نے علم کی بنیاد ڈالی تھی، جبکہ عرب میں آنحضرتؐ کی بعثت سے پہلے ہی زمانۂ جاہلیت میں بھی اس کا رواج بامِ عروج کو چھو رہا تھا۔ ہر ایک قبیلہ کا علیحدہ علیحدہ جھنڈا ہوا کرتا تھا، جس کے نیچے جنگ کے وقت اس قبیلہ کے تمام لوگ جمع ہوا کرتے تھے۔ اور اس پر کل اہلِ تواریخ متفق ہیں کہ قریش کا علم قصی بن کلاب کے ہاتھوں میں رہتا تھا، یہاں تک کہ علمبرداری کی منصب بنی ہاشم کو ملی۔ جب رسولِ خداؐ مبعوث ہوئے تو آنحضرتؐ نے وہ علم جناب امیرؑ کے ہاتھوں میں دیا۔ ہر قوم میں علم بڑی قدر کی چیز سمجھی جاتی ہے۔ علمدار کا مارا جانا اور علم کا سرنگوں ہونا شکست کی علامت مانا جاتا ہے، اسی بنا پر جو کوئی لشکر کا علمدار ہوتا ہے وہ اپنی تا دمِ زیست علم کو بچاتا ہے اور گرنے نہیں دیتا۔

جنگ بدر میں اسلامی علم:

کفر و اسلام کی یہ پہلی آویزش تھی۔ اللہ اللہ کتنا رقت انگیز منظر ہے کہ بھائی بھائی کے خلاف اور بیٹا باپ کے مقابلے میں شمشیر بکف ہے۔

اس معرکے میں اسلام کی ازلی و ابدی صداقت نے قومی تعصب اور نسلی پندار کا صنمکدہ مسمار کر دیا تھا۔ بدر کے میدان میں اسلامی سپاہ مثلث کی شکل میں مورچہ بند تھی۔ اس مثلث کے ہر دستے میں ایک جھنڈا تھا، پہلا جھنڈا حضرت علی ابن طالب کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ میں تھا، اس کا رنگ سفید تھا اور اس پر عقاب کی شکل دکھائی دیتی تھی۔ دوسرا جھنڈا مصعب بن عمیر کے ہاتھ میں تھا، یہ مہاجرین میں سے تھا۔ تیسرا جھنڈا ایک انصاری کے ہاتھ میں تھا۔ ایک روایت کی رو سے جنگِ بدر میں دو سیاہ رنگ کے اسلامی پرچم تھے۔ بدر کی لڑائی میں مسلمان پہلی بار فاتح ہوئے، اور کامیابی کی لذت سے محظوظ ہوئے۔ مؤرخین اس معرکہ کو غزوۂ بدر الکبریٰ اور غزوۂ بدر العظمیٰ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ یہ وہ رَن ہے جب حق و باطل، خیر و شر اور کفر و اسلام کے درمیان فرق واضح ہو گیا اور اقوامِ عالم کو بھی پتہ چل گیا کہ حق کا علمبردار کون اور باطل کا نقیب کون ہے۔

جنگِ خیبر میں اسلامی علم:

مسلمانوں کو خیبر کا قلعہ فتح نہیں ہو رہا تھا بالآخر آخری چارہ جوئی کے بارے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ لَاُعْطِیَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ کہ کل میں یہ اسلام کا جھنڈا اس کو دوں گا کہ جس کے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ فتح دے گا اور وہ ایسا آدمی ہے۔ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ کہ جس سے اللہ اور اس کا رسول محبت کرتا ہے۔ رات بھر صحابہ رضوان اللہ علیہم میں سرگوشیاں ہوتی رہیں کہ

دیکھیے کہ کل کس کی قسمت جاگتی ہے۔ صبح ہوئی تو ہر مسلمان کی تمنا یہ تھی کہ اسلام کا جھنڈا مجھے عطا ہو، لیکن حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ أين علي ابن أبي طالب کہ علی ابن ابی طالب کہاں ہیں؟ غلاموں نے عرض کی! آقا ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کو بلاؤ۔ حضرت علی حاضر ہوئے تو آپ نے لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگایا، اسی سے شفایاب ہو گئے اور پھر رسول اکرمؐ نے حضرت علیؓ کو اسلام کا جھنڈا عطا کر دیا، ذوالفقار حیدری اپنے ہاتھوں سے کمر پر باندھی۔ بس پھر کیا تھا۔ یہ اللہ کا شیر لشکر اسلام لے کر خیبر کی طرف روانہ ہوا۔ دل میں عشق رسول تھا۔ ہاتھوں میں اسلام کا جھنڈا اور نگاہوں میں جلوۂ یار، نعرۂ تکبیر کی خدائی آواز فضائے آسمانی پر گونجی اور پھر اللہ کے شیر نے خیبر کی پتھریلی زمین پر اسلام کا پرچم گاڑ دیا۔

پرچم کافر اور شجاعت نجم الدین کبریؒ:

منقول ہے کہ شہادت کے وقت آپ نے ایک کافر کا جھنڈا پکڑ لیا۔ آپ کی شہادت کے بعد بھی کافر آپ کے ہاتھ سے وہ جھنڈا نہ چھڑا سکے، آخر کار اس کے پرچم کو کاٹ لیا گیا۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ مولانا جلال الدین رومی قدس اللہ سرہٗ نے اپنے کلام میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے اور اپنی نسبت حضرت شیخ کی طرف کیا ہے۔

ما ازاں محتشانیم که ساغر گیرند
نه ازاں مغلسکاں کاں بز لاغر گیرند
به یکے دستِ مئی خالص ایماں نوشند
به یکی دستِ دگر پرچم کافر گیرند

ہم ان پہلوان صفت بزرگوں میں سے ہیں جو عاشق کے ہاتھ سے جام لیتے ہیں۔ نہ ان بیچارے لوگوں میں سے ہیں، جو خوفزدگی اور نحیف و کمزوری میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ ہمارا نسبت ایسے لوگوں سے ہیں جو ایک ہاتھ سے خالص شراب ایمان پیتا ہے اور دوسرے ہاتھ سے پرچم کافر کو دبوچ لیتا ہے۔

غداری کا جھنڈا:

یہ حقیقت ہے جس سے آنکھیں چرانا مشکل ہے کہ مسلمانوں کو جب بھی ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا ہے اس میں غیروں سے زیادہ اپنوں کی ''کرم فرمائیاں'' جلوہ گر رہی ہیں۔ کوئی بھی سازش اس وقت تک کامیاب نہیں ہوا کرتی جب تک کہ خود اپنے گھر کے بھیدی لنکا ڈھانے میں شریک نہ ہو جائیں۔ یہ امت غداری جیسے مہلک مرض میں مبتلا نہ ہو جائے، اس خدشے کے پیش نظر رسول اللہ نے قبل از وقت تنبیہ فرمائی تھی کہ۔ ''قیامت کے دن ہر ایک بے وفا اور غدار کی رسوائی ظاہر کرنے کے لئے اس کے پاس اتنا ہی بڑا جھنڈا گاڑا جائے گا، جتنی بڑی غداری اس نے کی ہوگی۔

قارئین کرام! ہم شروع ہی سے تسلسل کے ساتھ حضرت سید محمد نوربخشؒ اور حضرت شاہ ہمدانؒ جیسے جلیل القدر بزرگان دین کی روحانی و معنوی منزلت اور اتحاد امت اور رفع اختلاف کی خاطر ان کی گرانقدر خدمات و تعلیمات گوش گذار کرتے چلے آرہے ہیں۔ جس طرح ہمارے اس محبوب رسالہ کی اجراء عظیم تر مقصدیت سے خالی نہیں، بالکل اسی طرح اس کے ہر مندرجات اور مضامین بھی تحفظ اسلام اور آبیاری اسلام کے مقصد سے خالی نہیں۔ بزرگان دین کے سوانح اور ان کے تعلیمات کے ذریعے نہ صرف ہم حقیقت کی عکاسی کرتے ہوئے سلف صالحین کے عظمت رفتہ یاد دلانا چاہتے ہیں بلکہ عالم نوربخشیت کے زمانہ ماضی قریب و بعید اور زمانہ حال میں رونما ہونے والے غداروں کے سیاہ کارناموں، ان کے بخشے ہوئے ناقابل تلافی زخموں کی گوش گذاری اور ساتھ ہی ان کے نحوست کے اثرات کے سدِ باب اور مزاحمت میں لائحہ عمل پیش کرنا بھی ہے۔

یہ ایک تلخ حقیقت ہے جسے تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں کہ نوربخشی انحطاط

وزوال کی داستان بھی میر جعفر و میر صادق جیسے غداروں سے عبارت نظر آتی ہے۔ نوربخشیوں کی معنوی غفلت کو غنیمت سمجھتے ہوئے ایک بار پھر نوربخشی دعویدار ہونے والوں کے ہاتھوں مسلک شاہ ہمدانؒ سے غداری اور بغاوت کا جھنڈا لہرایا گیا ہے۔ صدیوں سے اسلام دشمن عناصر نے غداری کا جھنڈا وقتاً فوقتاً مختلف غداران اسلام کے ہاتھوں تھماتے چلے آئے ہیں، جن کے واقعات مسلمانوں میں زبان زدعام ہے۔ آخری آسمانی کتاب میں فرمایا گیا ہے۔

وَيُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ (القرآن)

منحرفین اسلام کے چند بڑے علامات میں سے ایک کھلی نشانی یہ ہے کہ وہ لوگ اللہ کے کلام میں تحریف کرتے ہیں۔ تحریف کرنے کے بعد اپنے فعل شنیع کو بھی کارِ ثواب کا درجہ دینے کے لئے جھوٹی تاویلات پیش کرتے ہیں۔ جبکہ قرآن مجید رسالتمآب ﷺ کا معجزانہ جاودانی ہے، اس کی پیشگوئی ہر دور میں برحق رہی ہے۔ یہ اپنے مصادیق کے معاملے میں ہر زمانے میں بالکل سچا رہا ہے۔ آیت بالا کی روشنی میں آج کی صورتحال بھی کچھ مختلف نظر نہیں آتی۔ اگر اس کلامِ آسمانی نے چودہ سو سال پہلے "وَيُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ" فرما کر اس وقت کے السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُقَرَّبُوْنَ کو چوکنا کیا ہے تو یہ آج ہم سے بھی مخاطب ہیں کہ اے مسلمانو! خبردار، ہوشیار!" وَيُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ" کہ یہ یہود و ہنود ایک بار پھر تمہارے شعائر کو فرسودہ اور نامکمل قرار دے کر انہیں بدلنے کی کوشش کر رہے ہیں لہٰذا تم اپنے شعائر کی حفاظت پر کمربستہ ہو جاؤ۔

قارئینِ کرام! ہم جو اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ کا کلمہ پڑھتے ہیں تو اس کے کچھ تقاضے بھی ہوسکتے ہیں۔ ان کے اقرار کرنے کے ساتھ ساتھ عقیدہ کی پاسداری کرنا بھی ہم پر لازم ہیں۔ اگر عقیدۂ ختم نبوت، عقیدۂ قرآن، عقیدۂ علم انبیاء، عقیدۂ احترام و تکریم امہات المومنین وصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر گستاخانہ نقب زنی کرنے والا ہم ہی میں سے ہوں اور ہم اس کی لسانی تحریری، مالی، جسمانی طور پر مخالفت اور مزاحمت نہ کرے تو ہماری مسلمانی کا دعویٰ چہ معنی دارد؟۔ "کتاب سیرۃ معصومین" نہ صرف سلسلۂ عالیہ صوفیہ نوربخشیہ بلکہ اس سے بھی زیادہ دین اسلام کے ساتھ بڑی خیانت ہے اور اس کے آڑ میں بر لائے جانے والے مذموم مقاصد وقت حاضر کی سب سے بڑی غداری کی مثال ہے۔ بجا طور پر عقائد باطلہ کے مرتکب لوگ کل بروز قیامت غداری کے پرچم بردار قرار دیے جانے کے حقدار ہیں۔ "بمصداق ہم تو ڈوبے ہیں صنم، تم کو بھی لے ڈوبیں گے۔" یہ لوگ نہ صرف اپنی عاقبت خسارے میں ڈالنے کے اسباب پیدا کر رہے ہیں بلکہ اپنے ساتھ دوسرے سادہ لوح لوگوں کو بھی اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے ورغلانے کی ناپاک و ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ جھوٹ، بہتان، لغو بیانی، غلط بیانی، فحش کلامی (جو کہ ان کے مسلک میں جائز ہے) کے ذریعے ناپاک مقاصد کے حصول کے لئے ڈس انفارمیشن کا اشاعتی مشن اب بھی جاری ہے۔ وہ مقاصد جو "کتاب سیرۃ معصومین" کے ذریعے سے حاصل نہیں ہوسکی۔ "تبیان نوربخشیہ" نامی رسالہ سے حاصل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اس طرح یہ لوگ ہر وہ حربے استعمال کر رہے ہیں جن کے ذریعے سے خود ساختہ عقائد باطلہ کی تشہیر و ترویج ممکن بنائی جاسکے۔ کسی بھی بغاوت اور غداری کے مشن اور گھناؤنے مقاصد کی تکمیل کے لئے افرادی قوت ناگزیر ہے یہی وجہ ہے کہ شیخ سکندر حسین اور اس کے حواری ضمیروں کے سودے کرنے میں سرگرداں نظر آرہے ہیں اور زیادہ سے زیادہ عوام کو بے وقوف بنا کر انہیں اپنے اور اپنے مشن کے بچاؤ اور اس کی دوامی

کے لئے ڈھال کے طور پر استعمال کرنا چاہتے ہیں تاکہ ان عقائد کو کچھ عرصہ بعد باقاعدہ مسلک کی شکل دیا جاسکے، جس طرح منظور حسین ہمدانی کے مرنے کے باوجود بھی اس کا مشن فرقہ کے شکل میں موجود ہے۔ معرکہ کربلا کا ظہور پذیر ہونا بھی انہی حالات جیسے تناظر میں ہوئی تھیں۔ یزید کا بھی یہی خیال تھا کہ احکام و شعائر اسلام فرسودہ ہو چکے ہیں، لہذا اس میں جدت یا ترمیم لایا جانا چاہئے۔ یزید بھی بظاہر اپنے آپ کو اسلام کا بڑا خیر خواہ اور عالم و فاضل سمجھتا تھا، جس طرح ''کتاب سیرۃ معصومین'' اور ''تبیان'' والے اپنے آپ کو سمجھتے ہیں۔ اس طرح اس نے بھی وہی خبط ظاہر کیا تھا جو آج ''تبیان'' میں بے لگام کئے جا رہے ہیں۔ شیخ سکندر کی حیثیت کے بارے میں علماء اسلام کے دینی فتوؤں کے باوجود ''تبیان'' میں شائع ہونے والے مندرجات کے پیش نظر ان کے عادات و اطوار اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ یہ لوگ عالم اسلام میں انتشار و افتراق اور مسلک نوربخشیہ کے پارہ پارہ ہونے تک چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ نعرہ اور دعویٰ تو یہ لوگ اطاعت حسینی کے لگا رہے ہیں جبکہ ان کے تخریبی کردار مشن حسینی کو سبوتاژ کرنے کے باعث بن رہے ہیں۔ اور ''الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے'' کی مثل کردار حسینی کے علمبرداروں کو مورد الزام ٹھہرا رہے ہیں۔ ایسے مشکل حالات میں اسلام کے شیدائیوں، مخلص نوربخشیوں کے نام یہی پیغام ہے کہ اپنی صفوں میں اتحاد رکھیں اور آقا امام حسین علیہ السلام کے متابعت کرتے ہوئے ہر محاذ پر منافقین اسلام و منحرفین اسلام کا ڈٹ کر مقابلہ کریں اور ان کے شرانگیز عزائم کو ناکام بنادیں۔

جب بھی ضمیر کا سودا ہو دوستو
ڈٹ جاؤ تم حسینؑ کی انکار کی طرح
فیصلہ ضمیر کے معاملے میں آج پھر غیرت حسینی کا رنگ جمانے کا وقت

آن پڑا ہے۔ شہید کربلا نے عظیم قربانیاں دے کر ظلم و جبر کا مقابلہ کر کے حق و صداقت کے پرچم کو ہمیشہ کے لئے سربلند کر دیا۔ آج بھی اگر مسلمان متحد ہو کر حضرت امام عالی مقامؑ کی سیرت طیبہ پر عمل پیرا ہو جائے تو دنیا سے جبر و تشدد کا نام و نشان مٹا سکتے ہیں۔ اگر امت مسلمہ کا ہر فرد پرچم شبیری اٹھا کر عزم حسینی سے لیس ہو جائے تو یزیدی طاقتوں کا غرور مٹی میں ملایا جا سکتا ہے۔ آیئے! ہم عہد کرتے ہیں کہ اسلام ہی ہمارا سرمایہ حیات ہے، اس کے مقابلے میں فرقہ واریت، شخصیت پرستی اور خود ساختہ عقائد سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ ہم حسینؑ کے ماننے والے ہیں اور اس عقیدت کا تقاضا ہے کہ ان کے نقوش پا پر چلتے ہوئے دشمنان اسلام کا لسانی، قلمی، مالی اور جانی طریقوں سے بے باک مخالفت و مزاحمت کریں۔ اللہ پاک ہم سب کو اسوۂ حسینی کی پیروی کرتے ہوئے پرچم اسلام سربلند رکھنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین

باقی آئندہ شمارے میں

پیغام شہادت امام حسینؑ:

امام عالی مقام سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی عظیم شہادت ہمیں دو طرح کا پیغام دیتی ہے۔ شہادت حضرت امام حسینؑ کا پہلا پیغام ''عملی جدوجہد'' کا پیغام ہے۔ محبت حسینؑ، تعلق حسینؑ اور نسبت حسینؑ کو محض رسمی نہ رہنے دیا جائے، بلکہ اسے عمل، حال اور حقیقت کے روپ میں بدل دیا جائے۔ اسے حقیقی زندگی کے طور پر اپنایا جائے کہ یہی نسب اور تعلق ہمارا نصب العین ہونا چاہئے۔ مطلب یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی کے ہر موڑ پر اسوۂ حسینی اور رسم شبیری پر عمل کرتے رہیں۔ حسینیت کا تقاضا ہے کہ جہاں جہاں تمہیں یزیدیت کے کردار کا نام و نشان نظر آئے تم حسینی لشکر کے سپاہی بن کر یزیدیت کے بتوں کو پاش پاش کر دو، خواہ اس کے لئے تمہیں اپنا مال و متاع، اپنی جان اور اپنی اولاد ہی کیوں نہ قربان کرنی پڑ جائیں۔

فقہی مسائل

آپ کے مسائل اور ان کا حل

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت ادارے کو موصول ہونے والے مفید سوالات کے جوابات شائع کئے جاتے ہیں۔ ایک ضروری بات سائلین حضرات کے گوش گزار کی جاتی ہے کہ اگر کسی سوال کا جواب رسالے میں شائع ہو چکا ہو تو ایسے سوالات کے جوابات دوبارہ شائع نہیں کئے جائیں گے۔ اس بات کا ہم نے اس سے پہلے بھی کئی بار اعلان کر دیا تھا۔ بہت سے سائلین اپنے سوالات کے جوابات شائع نہ ہونے پر آمادہ شکوہ نظر آتے ہیں۔ حالانکہ انہیں خبر نہیں کہ ان کے مطلوبہ سوالات کے جوابات سابقہ شماروں میں شائع ہو چکے ہیں۔ ایسے سائلین حضرات سے ہم معذرت خواہ ہیں۔ اس شمارے کے لئے جن سوالات کا انتخاب کیا گیا ہے۔ ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوالات

سوال نمبر۱: ایک شخص نے اپنی حاملہ بیوی کو طلاق دی۔ وضع حمل ہوئے ایک سال کا عرصہ گذرا ہے۔ اس وقت دونوں آپس میں صلح کے خواہاں ہیں۔ کیا ان کے مابین صلح کی گنجائش ہے؟

سائل: سپاہی ذاکر حسین چھوربٹ، پاک آرمی۔

سوال نمبر۲: حالتِ جنابت میں کسی کو قرآن پڑھانا ہو تو کسی چیز کے اشارے سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

سائل: عبدالرحمن خان گل، ڈاغونی بلتستان۔

سوال نمبر۳: پیر و مرشد سے عورت کو پردہ کرنا چاہئے یا نہیں؟

سوال نمبر۴: شراب اور الکحل کی آمیزش والی دوا کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

سائل: سپاہی احمد حسین شیلاوی، کھاریاں کینٹ۔

سوال نمبر۵: صبح ساڑھے نو بجے ہمارا جہاز جرمنی کے لئے روانہ ہوا جو سات گھنٹے کا سفر تھا۔ پرواز کے دوران ڈیڑھ بجے ظہر کی نماز پڑھی اور ساڑھے تین بجے عصر کی نماز بھی پڑھی۔ جب جرمنی ائیرپورٹ پر جہاز اترا تو وہاں پر دن کے ساڑھے بارہ بجے کا وقت تھا، تو کیا ظہر کی دوبارہ ادائیگی واجب ہوگی۔ علاوہ ازیں جہاز میں قبلہ کا تعین نہ ہو سکا۔ وضو کرنے کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے تیمم کیا۔ تیمم بھی اشارے سے کیا کیونکہ گرد نہیں تھی۔ نماز بھی اشارے سے پڑھی تو کیا یہ درست طریقہ تھا۔ نیز غیر مسلموں کے ہمراہ ان کے ہاتھوں کا کھانا بھی کھانا پڑا تو کیا اس قسم کا کھانا کھا لینا جائز تھا یا نہیں؟

سائل: غلام حسن شگری، محلہ ہورچس، حال گلگت۔

جوابات

جواب نمبر۱: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

ایسی صورت حال میں صلح کی بات ہی غلط ہے۔ اگر دونوں رضامند ہوں تو دوبارہ نکاح کے ذریعے شادی رچالیں۔ یہی شرعاً درست طریقہ ہے۔

جواب نمبر۲: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

پہلے حدث اکبر کا ازالہ کریں یعنی غسل کریں اگر پانی نہ ملے یا پانی کا استعمال کرنا دشوار ہو تو تیمم کریں، اس کے بعد قرآن پڑھائیں۔

یہاں پر قرآن پڑھانے کیلئے کسی قسم کا کوئی اشارہ شرعاً درست نہیں ہوگا۔

جواب نمبر۳: بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

کسی پیر و مرشد کے حلقۂ ارادت میں داخل ہونے سے عورت محرم نہیں بن سکتی ہے۔ لہٰذا پیر و مرشد سے بھی پردہ کرنا عورت کے لئے شرعاً واجب ہے۔

جواب نمبر۴: بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

شراب اور الکحل کی آمیزش والی دوا کا استعمال کرنا شرعاً درست ہے۔

اس سوال کی ایک نظیر سابقہ شماروں میں غالباً آچکی ہے۔

جواب نمبر۵: بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

جملہ شرعی اعمال وعبادات حالات اور اوقات کے ساتھ مختص ہیں۔ یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ حالت کے بدلنے سے حکم بھی بدلتا ہے۔ لہٰذا مذکورہ واقعہ میں آپ کو ظہرین کی دوبارہ ادائیگی شرعاً ضروری ہوگی یعنی واجب ہوگی۔ جہاز میں قبلہ کا تعین نہ ہو سکا تو کوئی حرج نہیں ہے جس سمت کو رخ کرکے نماز پڑھی جائے درست ہے۔ وضو کے بدلے تیمم کرنا کافی ہے۔ تیمم کیلئے گرد نہ ملے تو آپ اپنے کوٹ وغیرہ پر ہاتھ مار کر تیمم کرسکتے ہیں۔ تیمم کیلئے صرف اشارہ کافی نہیں ہے۔ مجبوری کی حالت میں نماز کے رکوع اور سجود کے لئے اشارہ کافی ہوا کرتا ہے۔ اگر آپ کو غیر مسلم افراد کے ساتھ غیر مسلم افراد کے ہاتھوں کا تیار کردہ کھانا کھا لینا پڑا ہو تو اضطراری حالت میں ایسا کرنا جائز ہے۔ قرآنی اعلان "فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ" کی عمومیت کے تقاضے میں آپ کو درپیش شدہ حالت بھی شامل ہو سکتی ہے۔ واضح رہے کہ غیر مسلم کا جوٹھا ناپاک ہے۔ ان کے اشیائے خوردنی کا استعمال شرعاً درست ہے۔ قرآنی حکم "وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۝" کی تعمیم کے تقاضے سے یہ بات اور بھی واضح ہو جاتی ہے۔ لہٰذا آپ کو

اس بارے میں کسی قسم کی تشویش لاحق ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

امید ہے کہ سائلین حضرات ان جوابات سے مطمئن ہونگے۔

بقیہ: شگر کا تبلیغی دورہ

جن علاقوں میں نوربخشی آبادی اکثریت میں ہیں، وہاں بھی نظم انداز ہوتے رہے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان علاقوں میں خواندگی کم ہے۔ جہاں جہاں سرکاری سکول ہیں، وہاں بھی تعلیمی معیار انتہائی پست ہیں، سیاسی شعور کا فقدان ہے۔ صاف پانی، بجلی، تعلیم اور صحت کے میدانوں میں پورے علاقے کو انتہائی کم سہولتیں دستیاب ہیں۔ البتہ WASEP، AKRSP اور معرفی فاؤنڈیشن کی جانب سے بہت کچھ ہوا ہے۔ لیکن سرکاری سطح پر کوئی قابل قدر کام ابھی تک نہیں ہوا ہے۔ اس سلسلے میں مقامی پڑھے لکھے لوگوں کو متحرک ہونے کی سخت ضرورت ہے تاکہ وہ اپنے بنیادی حقوق حاصل کرنے کے لئے سرگرم عمل ہوں۔ پورے علاقے میں مدرسوں کی عمارتیں موجود ہیں، ان میں پڑھائی بھی ہورہی ہیں لیکن وہاں ماحول انتہائی ابتر حالت میں ہے۔ عمارت ٹوٹ پھوٹ کا شکار، اور صفائی کا فقدان ہے۔ بچھانے کے لئے ٹاٹ، دریاں بھی نہیں ہیں۔ پڑھنے کے لئے قاعدہ، پارے، قرآن اور کتابیں موجود نہیں ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مدرسوں کے ماحول کو پڑھائی کے لئے سازگار بنایا جائے اور درسی مواد کا بندوبست بھی کیا جائے۔ مدرسوں کے ساتھ باقاعدہ انجمنیں بھی موجود ہیں۔ انجمنوں کے پاس زکوٰۃ اور فطرہ جمع کیا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ شگر میں سب کے سب زرعی پیداوار پر زکوٰۃ اور فطرہ جمع کیا جاتا ہے۔ اس طرح ان انجمنوں کے پاس مدرسے کی ضرورت کے مطابق وافر سرمایہ موجود ہوتا ہے، مگر عدم توجہ کی وجہ سے مدرسوں کی حالت قابل اطمینان نہیں ہے۔

ہمیں اہل شگر نے نہایت عزت واحترام دیا۔ آخر کار بوجھل دل کے ساتھ ہم اپنا مشن مکمل کرکے شگر سے عازم مراجعت ہوئے۔

اخبار التصوف

دنیائے تصوف کی خبریں

غلام مہدی تصوفی

اعتکاف کی نورانی محفل:

حسب دستور صوفیا، اس سال بھی جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں دس روزہ اعتکاف نشینی کا اہتمام ہوا۔ اس روحانی نعمتوں اور برکتوں سے مزین ریاضت میں 30 خوش نصیب صوفی حضرات شریک ہوئے۔ اعتکاف کی نگرانی جناب آخوند حسین صاحب اور جناب آخوند عبداللہ صاحب نے کی۔ دوران اعتکاف وعظ وہدایت میں قبلہ آخوند حسین صاحب نے معتکفین کو قرآن حکیم، احادیث نبویؐ، اور سلسلہ ذہب کے بزرگان خصوصاً حضرت شاہ ہمدانؒ اور حضرت سید محمد نوربخشؒ کی تصانیف کی روشنی میں اعتکاف وریاضت کے فیوض وبرکات، تسبیح وتحلیل، ذکر واذکار کی اہمیت، اور ترویج ریاضت ومجاہدہ کی ضرورت پر زور دیا۔ اس محفل روحانی کی الوداعی تقریب میں اسلام آباد اور راولپنڈی میں بسنے والے پیروکاران تصوف کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی اور حسب قاعدہ اختتامی ذکر جلی بھی برپا کیا گیا۔ آخر میں جناب مولانا محمد انور تحلوی صاحب نے مسلک صوفیہ نوربخشیہ کے معنوی وظاہری استحکام، امت مسلمہ کی باہمی وحدت، وطن عزیز پاکستان کی سلامتی اور ترقی کیلئے خصوصی دعائیں مانگی۔

منکرِ قرآن وختمِ نبوت کے خلاف احتجاجی مظاہرہ:

گذشتہ دنوں کراچی میں تنظیم تحفظ قرآن وختم نبوت اور لیگل کمیٹی نوربخشیہ کے زیر اہتمام کراچی پریس کلب کے سامنے مظاہرہ ہوا، جو کہ ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔ مقررین نے کہا کہ شیخ سکندر حسین اور اس کے شاگرد نہ صرف اسلام کے خلاف سازش میں مصروف ہیں، بلکہ ان کی تعلیمات اور نقل وحرکت سے سادہ لوح مسلمان بھی گمراہ ہو رہے ہیں۔ حکومت اور مذہبی قیادتوں کی ذمہ داری ہے کہ ان منکرین ختم نبوت کا محاسبہ کریں۔ مظاہرے کے شرکا، ''سیرۃ معصومین'' کے مؤلف، ناشر کے خلاف بھی توہین رسالت کا مقدمہ درج کرنے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ مظاہرین بسوں، موٹر سائیکلوں پر شہر کا گشت کرتے ہوئے پریس کلب پہنچے تھے۔ مظاہرے کے شرکا، ایک گھنٹہ تک پریس کلب کے سامنے مظاہرہ کرتے رہے۔ شرکا، نے بینرز اور پلے کارڈ اٹھا رکھے تھے، جن پر شیخ سکندر حسین اور دیگر منکرین قرآن وختم نبوت کے خلاف احتجاجی نعرے درج تھے۔ مظاہرین ''منکر اسلام مردہ باد، زندیق ہے زندیق ہے شیخ سکندر زندیق ہے''۔ ''اسلام کے دشمن کو پھانسی دو۔ ملعون سکندر کو پھانسی دو'' کے نعرے لگا رہے تھے۔ مظاہرے کے دوران اخباری رپورٹروں کو تنظیم تحفظ قرآن وختم نبوت اور لیگل کمیٹی کی جانب سے آئی جی سندھ اور ہوم سیکریٹری سندھ سمیت اعلیٰ حکام کو بھجوائی گئی، اس درخواست کی کاپی بھی فراہم کی گئی جس میں مذکورہ کتاب کے توہین رسالت و توہین قرآن پر مبنی اقتباسات کے حوالے دیئے گئے ہیں۔

رپورٹ: نامہ نگار کراچی۔

:اعتکاف نشینی کے عظیم اجتماعات:

حسبِ روایت اس سال بھی آماجگاہ اولیا، سرزمین بلتستان میں اعتکاف نشینی کے روح پرور محفلیں منعقد ہوئیں۔ جن میں سے بعض مقامات کے نام یہ ہیں۔

۱۔ خانقاہ معلی، چھلو چق چن۔

۲۔ مسجد نوربخشیہ چھومک۔

۳۔ خانقاہ نوربخشیہ پپی۔

۴۔ مسجدِ نوربخشیہ ملکسرپی۔

۵۔ خانقاہ نوربخشیہ گونمابراہ۔

۶۔ خانقاہ نوربخشیہ گمبابراہ۔

۷۔ مرکزی خانقاہ کرسمہ تھنگ سکردو۔

۸۔ مسجد شاہ ہمدان، سٹلائٹ ٹاؤن سکردو۔

۹۔ مسجد العارفین، کشوباغ سکردو۔

۱۰۔ جامع مسجد اوزوبا، کریس۔

۱۱۔ خانقاہ صوفیہ نوربخشیہ، کورو۔

۱۲۔ خانقاہ صوفیہ نوربخشیہ، کھرکو۔

۱۳۔ خانقاہ صوفیہ نوربخشیہ، بلغار۔

۱۴۔ مسجد صوفیہ نوربخشیہ، تھلے۔

۱۵۔ خانقاہ صوفیہ نوربخشیہ، غورسے۔

۱۶۔ مسجد صوفیہ نوربخشیہ، تھگس۔

۱۷۔ خانقاہ صوفیہ نوربخشیہ، تلس۔

۱۸۔ چھوربٹ ریجن میں خانقاہ فرانو کے علاوہ موضع تھونگموس، چھوار، سلکہ، پیون، حسن آباد۔

۱۹۔ خانقاہ نوربخشیہ الچوڑی، شگر۔

۲۰۔ خانقاہ نوربخشیہ، سرمیک۔ اور دیگر۔

مذکور بالا تمام روحانی اجتماعات کی قیادت و رہنمائی مرشدِ حقانی حضرت فقیر محمد ابراہیم صاحب فرمارہے تھے۔ جبکہ نگرانی کے فرائض بوارستم علی صاحب، بواغلام علی صاحب، بواداؤد صاحب، حاجی خلیل بواذاکر، بوامخلی، اپوعلی انجام دے رہے تھے۔ اس طرح تمام خانقاہوں، مسجدوں میں سینکڑوں اہلِ تصوف اعتکاف کے عظیم روحانی اجتماعات سے فیض یاب ہوئے۔

رپورٹ: خادم الفقراء والسالکین،
آخوند حسین چھلوی، مقیم اسلام آباد۔

:علاقہ تھلے میں چالیس روزہ اعتکاف نشینی:

11 فروری 2003 بمطابق 9 ذی الحجہ کو جامع مسجد تھلے ''دلتر'' میں چالیس روزہ اعتکاف نشینی کے اختتام کی مناسبت سے بعد نماز عشاء، ایک باوقار جلسہ کا اہتمام کیا گیا، جس میں کثیر نوربخشی عوام نے شرکت کی۔ اس اعتکاف نشینی کی نگرانی جناب صوفی محمد ابراہیم تھلوی صاحب کررہے تھے۔ اختتامی جلسہ کی صدارت مولانا عبدالسلام نے کی، جبکہ مہمان خصوصی جناب مولوی محمد حسین تھے۔ قاری محمد یوسف نے تلاوت کلامِ پاک کا شرف حاصل کیا۔ محمد حسین نے بارگاہ رسالتؐ میں نعت پیش کی۔ مقررین نے اعتکاف نشینی کی اہمیت و فضیلت پر روشنی ڈالی۔ مقررین میں ماسٹر غلام علی حیدری، احمد علی، ماسٹر محمد ابراہیم شکیل، ماسٹر مہدی حسن صاحب شامل تھے۔ مولانا عبدالسلام کی دعائے خیر کے ساتھ ہی یہ روحانی جلسہ اختتام کو پہنچا۔

رپورٹ: سخاوت حسین شجاع،
متعلم مدرسہ شاہ ہمدان، سکردو۔

ایک المناک سانحہ ارتحال

مدیر اعلیٰ نوائے صوفیہ کے برادر نسبتی اور ممتاز ترین ذاکرِ اہل بیت الحاج محمد ابراہیم زائر سفر حج سے بخیریت واپسی پر داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ۝ مرحوم ایک علم دوست فرزند ملت تھے۔ ارضِ بلتستان، جلوۂ شمال، نجاتِ طیبہ، کربل بسانے والے، غمِ جاوداں، گلزار عقیدت، قاعدۂ ابتدائیہ، انعام الحجاج، تسہیل الدعاء اور مشارب الجنان نامی کتابیں وغیرہ منظر عام پر لانے میں مرحوم نے بڑی عرق ریزی سے خدمات انجام دیں۔ لیلائے ذاکری کے اس عجب مجنون کی کمی حلقۂ ذاکرین میں برسوں محسوس کی جاتی رہے گی۔ ادارہ نوائے صوفیہ اس المناک سانحہ ارتحال پر سوگوار خاندان کے ساتھ غم واندوہ میں برابر کا شریک ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو بخش دے اور جملہ سوگواران کو یہ عظیم صدمہ برداشت کرنے کی ہمت اور توفیق بخشے۔ آمین

تقریب بمناسبت یومِ والدین:

بلتستان بلیو اسکائی ویلفیئر سوسائٹی وزیر پور شگر کے زیر اہتمام 6/2/2003 کو مدرسۃ الصفہ صوفیہ نوربخشیہ صوفی آباد میں یومِ والدین ونتائج امتحان کے سلسلے میں ایک پروقار تقریب منعقد ہوئی۔ مہمان خصوصی جناب علی موسیٰ صاحب تھے جبکہ صدارت جناب حاجی عمران غازی صاحب تھے۔ دیگر معزز مہمانانِ گرامی میں محمد عیسیٰ چیئرمین ڈیبی کونسل، حاجی عبدالعزیز، محمد علی حیدری، محمد ابراہیم لاہوری، عبدالحمید غالب، نثار علی آفتاب تھے۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض عبدالحمید انجام دے رہے تھے۔ بعد ازاں طلباء کے سالانہ نتائج کا اعلان ہوا۔ نتائج میں مدرسہ بھر سے درجہ اول جناب نواز ہاشمی صاحب، درجہ دوم جناب ابراہیم فضل صاحب، درجہ سوم محترمہ دختر محمد علی نے حاصل کی۔ آخر میں صدر تنظیم اویس شگری صاحب نے پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ وطالبات میں انعامات تقسیم کیے۔

رپورٹ: پریس سیکریٹری،
بلیو سکائی ویلفیئر سوسائٹی شگر۔

اسلام آباد میں مجالسِ محرم:

جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ، اسلام آباد میں محرم الحرام کے مجالس نہایت باوقار اور احترام کے ساتھ منایا گیا۔ ممتاز عالم دین جناب میر واعظ سید شہاب الدین سرموی نے عشرۂ محرم کے مجالس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نواسۂ رسول نے معرکۂ کربلا میں شہادت کی بے مثال روایت قائم کی، بچوں کی قربانی کرنا، اہل وعیال کو مصائب کے سپرد کرنا، اپنی جان اللہ کی راہ میں دے دینا کسی عام آدمی کے بس کی بات نہیں ہے۔ مگر امام عالی مقام نے اسلام کی خاطر یہ سب کچھ کر گزرا۔ یومِ عاشور کی مجلس سے خطاب میں کہا کہ حسین کی جنگ نفاذ شریعت اور کردار کی بالادستی کی خاطر تھی۔ جب تک کردار حسینی کے دشمن ہماری صفوں میں موجود ہیں، یزیدیت اور حسینیت کا تصادم قیامت تک جاری رہے گا۔ حضرت امام حسین نے یزیدی طاغوت کے مقابل آکر یہ ثابت کر دکھایا کہ حق وصداقت کی راہ میں حفاظت دین کے لئے مسلمان کو بڑی سے بڑی قربانی سے بھی گریز نہیں کرنا چاہیے۔

رپورٹ: نامہ نگار، اسلام آباد۔

تعزیتی اجلاس:

نوجوانانِ صوفیہ نوربخشیہ کا ایک تعزیتی اجلاس مدرسۃ العارفین صوفیہ نوربخشیہ میں منعقد ہوا۔ یہ اجلاس این وائی ایف کے رہنما انور علی مرحوم کی یاد میں منعقد کیا گیا تھا۔ تمام نوجوانوں نے اپنے اپنے تاثرات میں مرحوم کو خراج تحسین پیش کیا اور ان کی روح کے ایصال ثواب کے لئے دعا بھی کی۔ میٹنگ میں تنظیمی امور سے متعلق معاملات بھی زیر بحث آئے اور درج ذیل جوانوں کو عہدیدار نامزد کیا گیا۔

صدر	نذیر الدین
جنرل سیکریٹری	محمد یوسف
سیکریٹری نشرواشاعت	غلام مھدی سالک
فنانس سیکریٹری	فضل الرحمن
جوائنٹ سیکریٹری	محمد نواز شہزاد
ڈپٹی سیکریٹری	نور علی کاشف

رپورٹ: غلام مہدی سالک
پریس سیکریٹری
NYF، چندو تھلے۔

اختتامی جلسہ بسلسلۂ محفل اعتکاف :

حسب سابق امسال بھی محلہ ہنڈیلی کی مسجد میں اعتکاف کا اختتامی جلسہ زیر صدارت قبلہ الحاج فقیر محمد ابراہیم صاحب منعقد ہوا۔ جلسے سے مولانا علی محمد محمدی، مولانا عبدالحمید، مولانا غلام محمد غربو چنگ، مولانا محسن علی سرموی، مولانا علی محمد ذوقسہ اور غلام حسن حسنو کے علاوہ میرِ محفل الحاج فقیر محمد ابراہیم صاحب نے بھی خطاب فرمایا۔ مقررین نے اعتکاف، احترامِ رمضان، روزہ کے مسائل وفضائل کے علاوہ شیخ سکندر کی کتاب اور اس کے منفی اثرات پر سیر حاصل تقریریں کیں۔ واضح رہے کہ گذشتہ آٹھ، نو سالوں سے خپلو بالا چھومک کی مسجد میں سنی کا سلسلہ جاری ہے۔ یہاں گذشتہ تین سالوں سے شائقین روحانیت 40 روز کے لئے معتکف ہورہے ہیں۔ امسال بھی چند صوفی حضرات چالیس روزہ اعتکاف کے لئے بیٹھے تھے، جن کی قیادت آخوند علی غربو چنگ مرحوم کے منجھلے بیٹے آخوند داؤد کر رہے تھے۔ اختتامی جلسہ میں علماء، زعماء کے علاوہ ہزاروں پیروکاران صوفیہ نوربخشیہ نے شرکت کی اور رات 12 بجے یہ روح پرور اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

رپورٹ: غلام حسن حسنو۔
خپلو، برق چھن۔

موضع بلغار میں تقریب اعتکاف:

علاقہ بلغار گمبہ بروس میں تیرہ روزہ اعتکاف کا اہتمام کیا گیا۔ معتکف حضرات کی رہنمائی حوالدار احمد علی بلغار بروس کررہے تھے۔ آخری روز ایک باوقار روحانی تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ تقریب کی صدارت جناب سید صادق علی شاہ صاحب میرواعظ بلغار اور مہمان خصوصی جناب مفتی علی محمد ہادی صاحب تھے۔ قاری محمد اسحاق بلغاری نے تلاوت کلام الٰہی سے تقریب کا آغاز کیا۔ مولوی محمد افضل شگری اور مولانا اشتیاق کوروی، مولوی عبدالغفور ڈغونی، مولوی علی خان، مولوی علی، مولوی محمد اسماعیل اور مولوی حاجی محمد میر واعظ خانقاہ گونما بروس تھلے نے حاضرین سے خطاب کیا۔ تقریب میں علاقہ بلغار، علاقہ ڈغنی، علاقہ تھلے کے کثیر تعداد میں لوگوں نے جلسہ میں شرکت کی۔

رپورٹ: ماسٹر محمد حسین،
سیکریٹری نشرواشاعت،
NYF، بروس بلغار۔

تعزیتی اجلاس:

مورخہ 2 فروری کو حسن آباد ویلفیئر ایسوسی ایشن، اسلام آباد یونٹ کا ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا جس میں علاقہ چھوربٹ موضع حسن آباد سے تعلق رکھنے والے طالب علم طارق علی جو کہ ایبٹ آباد پبلک سکول جماعت نہم میں زیرتعلیم تھا، کی اچانک سانحۂ ارتحال پر انتہائی دکھ کا اظہار کیا گیا۔ طارق علی چیئرمین محمد اسماعیل ہاشمی صاحب کے فرزند ارجمند تھے۔ اس ارتحال سے اہل حسن آباد ایک ہونہار طالب علم سے محروم ہوگیا ہے۔ شرکائے اجلاس نے مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی اور سوگوار خاندان سے اظہار تعزیت کیا گیا۔

رپورٹ: ایم مصطفےٰ حسین ملکوی،
پریس سیکریٹری۔

یومِ یکجہتی کشمیر:

5 فروری 2003 کو گورنمنٹ پرائمری سکول یوچنگ میں یوم یکجہتی کشمیر کے مناسبت سے ایک تقریب کا انعقاد کیا گیا، جس کا اہتمام یونائیٹڈ ویلفیئر سوسائٹی یوچنگ نے کیا تھا۔ باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا گیا، جس کی سعادت طالب علم ذوالفقار علی نے حاصل کی۔ نعتِ رسول مقبولؐ سنانے کا شرف طالب علم محمد افضل کو حاصل ہوا۔ چیئرمین کونسل آف گائیڈنس مولانا محمد بشیر آفتاب نے اپنے صدارتی خطبے میں کہا کہ کشمیر کا مسئلہ نہ صرف پاکستان بلکہ یہ عالم اسلام کا مسئلہ ہے، جس کا فوری حل ناگزیر ہو چکا ہے۔ حضرت شاہ ہمدان کے حوالے سے کشمیر کا مسلک صوفیہ نوربخشیہ سے گہرا تعلق ہے۔ تنظیم کے چیف آرگنائزر این ایم نورانی نے کہا کہ کشمیر کے مسلمانوں کی اخلاقی اور سیاسی حمایت جاری رکھنا ہم سب پر لازم ہے۔ غلام حسن نوری نے کہا کہ مسئلہ کشمیر اقوامِ متحدہ کی بے بسی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ کیونکہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے واضح قراردادوں کے باوجود اب تک اقوام متحدہ کشمیری عوام کے امنگوں کے مطابق رائے شماری کرانے میں ناکام رہا ہے۔ دیگر مقررین میں غلام مرتضیٰ محمد عارف، محمد امین اور غلام علی آفتاب شامل تھے۔ آخر میں پاکستان اور امت مسلمہ کی سلامتی اور استحکام کے لئے دعا کی گئیں۔

رپورٹ: محمد علی راہی،

یوچنگ۔ بلتستان

اظہارِ تعزیت:

14 مارچ بروز عاشورہ کو براہ ہاؤس اسلام آباد میں براہ ویلفیئر آرگنائزیشن کے زیر اہتمام ایک تعزیتی میٹنگ منعقد ہوئی، جس میں تنظیم کے صدر جناب غازی محمد بلال صاحب کے والد کی اچانک رحلت پر اظہار تعزیت کی اور مرحوم کی مغفرت کے لئے دعا کی گئی۔

رپورٹ: غلام مہدی راہوی

جنرل سیکرٹری۔

جی ایچ معروفی

جو کہ وزارت سیاحت ثقافت امور نوجوانان میں خدمات انجام دے رہا تھا۔ اب ان کی خدمات انفارمیشن ٹیکنالوجی کے سپرد کر دی گئی ہے۔ ان کا ای میل درج ذیل ہے۔

maroofi58@yahoo.com



اطلاع

پچھلے شمارے میں مولانا محمد انور صاحب کے مضمون میں سہواً حضرت علیؑ کے القاب میں خاتم الاولیاء کمپوز ہوا تھا جس پر ادارہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ اس بارے میں ہم اصول اعتقادیہ میں مندرج حضرت سید محمد نوربخشؒ کے نظریہ پر کاربند ہیں۔ کہ "حضرت علیؑ آدم الاولیاء اور حضرت امام مہدیؑ خاتم الاولیاء ہیں۔" جبکہ خاتم الاولیاء کے ساتھ دیگر اعتراضات کا صوفیانہ تجزیہ آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں۔ از: ادارہ

نامۂ سالک

قارئین کے خطوط

مولانا محمد انور تھلوی

رسالہ پوری آب وتاب کے ساتھ لوگوں کو نورِ علم سے منور کرتے ہوئے عظیم خدمت بجالا رہے ہیں۔ اس جریدے کا دائرہ کار صرف دینیات تک محدود نہیں ہونا چاہئے، بلکہ ہماری قوم کے نونہالوں کو جدید سائنسی علوم سے روشناس کرانے کے لئے سائنسی موضوعات کو بھی شامل اشاعت کیا کریں، تو رونق قرطاس میں مزید اضافہ ہوگا۔ قوموں کی تعمیر وترقی میں میڈیا کا کردار جسم میں روح کی حیثیت رکھتا ہے، اس سلسلے میں نوائے صوفیہ کا کردار کلیدی ہے۔

محمد باقر بدر سریکی۔

شمارہ نمبر ۳۷ اور ۳۸ موصول ہوا، از حد خوشی حاصل ہوئی۔ اراکین ادارت کی بے لوث قربانی کی بدولت اس رسالے کو بین الاقوامی حیثیت حاصل ہوئی ہے۔ ان دنوں علامہ محمد بشیر صاحب اور مجاہد حسین کاوش کے مضامین قابل تعریف ہیں۔

آخوند محمد علی شبیری کوروی،

این ایل آئی سینٹر، بونجی۔

نوائے صوفیہ جنوری کے شمارے میں دو دائرے میں علامہ صاحب نے کذاب گروپ کے مذموم مقاصد اور گھناؤنے عقائد و کردار کو عوام تک جس انداز سے پہنچانے کی سعی کی ہے، ہم تہہ دل سے ان کا شکر گزار ہیں، اور امید کرتے ہیں کہ اگلے شماروں میں بھی ان دو زخووں کی نقاب کشائی اور ان کے ہر خرافات کا جواب دے کر ہمارے دلوں کو تسکین پہنچاتے رہیں گے۔ اہل تصوف سے میری دیرینہ التماس پہنچادیں کہ خدارا! اب خواب غفلت سے بیدار ہو کر دین کی حفاظت کے لئے وقت نکالیں اور مخالفین کو ہر محفل میں بے باک جواب دے کر جذبۂ ایمانی کا مظاہرہ کریں۔

غلام حیدر رمینی، سکردو۔

میرے نام بھیجے گئے کاپیوں کے مبلغ -/600 روپے ارسال خدمت ہے۔ میری والدہ ماجدہ مورخہ 14 دسمبر کو چند روز علیل رہنے کے بعد اللہ کو پیارے ہوگئے تھے۔ جس پر پاکستان اور بیرون ملک سے بہت سے برادران نے تعزیتی خطوط ارسال کئے ہیں۔ فرداً فرداً شکریہ ادا کیا نہیں جاسکا، جس پر نوائے صوفیہ کی توسط سے تمام برادران کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

سوگواران:

ٹھیکیدار عبدالکریم۔ غلام حسین۔ علی محمد AKRSP

غلام محمد کوثر، سینئر آڈیٹر ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس، خپلو۔

مبلغ -/2200 روپے منی آرڈر کیا ہے، جس میں سے ایک ہزار روپے ڈیرہ دون مدرسہ کیلئے عطیہ ہے، جبکہ ایک ہزار روپے نوائے صوفیہ کے تصرف میں لائیں۔ باقی دو سو روپے سالانہ چندہ کے طور پر ہے۔

حاجی محمد علی تھلوی،

DHO آفس گانگچھے

مورخہ ۴ جنوری ۲۰۰۳ کو اراکین شاہ ہمدان سٹوڈنٹس فیڈریشن کا ایک تعزیتی اجلاس مسجد شاہ ہمدان گوند سرموں میں منعقد ہوا، جس میں

سرمو کے معروف سماجی کارکن حسن گریڈ ۱ اور عبدالکریم مرکزی چیئرمین ایس ایس ایف گوندسرمو کی والدہ مرحومہ کیلئے فاتحہ خوانی اور لواحقین سے تعزیت کا اظہار کیا گیا۔ جناب قاری محمد ابراہیم صاحب نے مرحومین کے لئے دعائے مغفرت مانگی۔

موسیٰ علی انصاری، نگران اعلیٰ

فدوی کے نام شمارہ نمبر ۲۷ اور ۳۷ کی کاپیاں بھیجی گئی تھیں، جن کے پیسے ارسال کردئے گئے ہیں۔

ماسٹر محسن علی، غورسے۔

رسالہ کے مندرجات انتہائی شوق سے پڑھتا ہوں۔ علمائے کرام اپنے زرین افکار سے اسے زینت بخشنے کا سلسلہ جاری رکھیں۔

محمد اسحاق ارمان، چھلوی۔

سابقہ شماروں کی رقم مبلغ -/500 روپے ارسال ہے، باقی پیسے بھی عنقریب بھیج دوں گا۔ نمائندہ حضرات کو رسالہ بروقت بھیجا کریں ۔درج ذیل اشخاص کی طرف سے مستقل خریداری چندہ حاضر ہے۔

۱۔ مولوی عبدالسلام، ہیڈماسٹر مڈل سکول، گلشن کبیر۔ ۲۔ غلام علی نوری، اکاؤنٹنٹ AC آفس، مشہ بروم تھگس۔ ۳۔ حاجی محمد چو صاحب، گرداور AC آفس تھگس۔ ۴۔ محمد ابراہیم پٹواری ۵۔ حاجی سودے علی گلشن کبیر ۶۔ روزی علی چیئرمین۔

صوفی علی زمان، تھگس۔

چند لوگ سادہ لوح نوربخشی عوام کو دھوکا دے رہے ہیں، مگر انہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ کیونکہ اب عوام پہلے سے ہوشیار ہورہے ہیں۔

عمران حسن، اڑوبا، کریس۔

"آپ کے مسائل اور ان کا حل" شرعی مسائل سے متعلق نوربخشی عوام کے شکوک وشبہات دور کرنے میں اہم کردار ادا کررہا ہے۔

طالبعلم: اختر علی،

بلغار ژھوق، ہائی سکول ڈغنی۔

آجکل نامعلوم خطوط کے آنے کی شکایت پڑھنے کو زیادہ ملتا ہے۔ حقیقت میں ایسے لوگ مذہبی دہشت گرد اور فسادی ہیں۔ حق وباطل اظہر من الشمس کی طرح سامنے آنے پر بھی شرانگیز خطوط لکھنے والوں کو ہم بددعا ہی کرسکتے ہیں۔ اللہ پاک ایسے لوگوں کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملادے۔

منظور حسین نعیمی،

بلغار یونیوا مقیم لاہور۔

گذشتہ شمارے میں "کھسیانی بلی کھمبا نوچے" کے عنوان میں کچھ گمنام خطوط کا ذکر کیا گیا تھا۔ میں قبلہ علامہ صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ ایسے لوگ جو گمنام خطوط لکھتے ہیں، بہت ہی بزدل ہوتے ہیں۔ جہاں تک لاہور سے آنے والی گمنام خط کا تعلق ہے، میری معلومات کے مطابق یہاں "محمد کاظم" نام کا کوئی مفتی سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ اگر لاہور میں ایسا گستاخی کرنے والا کوئی ہے تو وہ پہلے مجھ سے ملے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی حفظ وامان میں رکھے۔

خادم حسین آخوندزادہ،

نائب صدر، NYF، لاہور۔

نوائے صوفیہ کا پرانا پرستار ہوں۔ محبوب رسالہ سے دور ہوئے کافی عرصہ ہوا ہے۔ یہاں کسی بندے سے پڑھنے کو ملا، خوشی سے آنسو نکل آیا۔ میں اس وقت ریاض سعودی عرب، میں مقیم ہوں۔ قبل ازیں رسالہ چھلو کے پتے پر ارسال ہوتا تھا۔ آئندہ سے نئے ایڈریس پر ارسال کیا کریں۔

احمد علی چھلوی،

ریاض، KSA۔

قسط اول کل رقم 25230/- قسط دوئم کل رقم 10695/- کل رقم 35925/-	**گوشوارہ چندہ دہندگان** برائے **• مدرسہ شاہ ہمدان سکردو •** معلم اسلام اناث	**گوشوارہ** **حصۂ دوئم**

شمار	اسماء گرامی	1997	1998	1999	2000	2001	ٹوٹل
27	محمد علی سلتروی	---	120/-	120/-	120/-	120/-	480/-
28	بو حسین نیچلو سیر گیب	---	50/-	---	---	---	50/-
29	غلام محمد حسن آبادی	---	40/-	---	---	---	40/-
30	حسین براہوی	---	240/-	240/-	240/-	---	720/-
31	محمد ابراہیم سرمنگی		---				40/-
32	محمد مصطفیٰ حسن آبادی	---	120/-	120/-	120/-	120/-	480/-
33	محمد زمان سرموی	---	120/-	120/-	120/-	120/-	480/-
34	ارشد حسین براہوی	---	100/-	---	---	---	100/-
35	محمد ابراہیم زرائع سرمنگی	---	---	225/-	240/-	240/-	705/-
36	فرمان علی سلتروی	---	---	120/-	120/-	120/-	360/-
37	امیر علی کوردی	---	---	120/-	120/-	120/-	360/-
38	مختار حسین	---	---	120/-	120/-	120/-	360/-
39	موسیٰ علی سرموی	---	---	500/-	500/-	500/-	1500/-
40	محمد ابراہیم تلس	---	---	120/-	120/-	120/-	360/-
41	محمد اسحاق تلس	---	---	120/-	120/-	120/-	360/-
42	محمد ابراہیم ولد بو احمد اللہ تلس	---	---	100/-	120/-	120/-	340/-
43	پولیس محمد علی چھلوی	---	---	100/-	---	---	100/-
44	موسیٰ علی براہوی	---	---	50/-	---	---	50/-
45	ناصر علی چھلوی	---	---	120/-	80/-	120/-	320/-
46	علی موسیٰ مرغوز چھلو	---	---	60/-	---	---	60/-
47	علی خان چھلو	---	---	10/-	---	---	10/-
48	محمد علی حسن آبادی	---	---	120/-	120/-	100/-	340/-
59	انسپکٹر احمد علی FIA	---	---	100/-	---	---	100/-
50	نامعلوم شخص	---	---	20/-	100/-	1050/-	1170/-
51	شجاعت حسین چھلوی	---	---	---	100/-	---	100/-
52	زکوٰۃ الفطرہ سے حاصل کردہ رقم	---	---	---	410/-	200/-	610/-
53	میر محمد سرموی	---	---	---	---	100/-	100/-
54	محمد سلیمان چھوربٹ قرانو	---	---	---	---	240/-	240/-
55	جعفر علی شگری	---	---	---	---	240/-	240/-
56	نثار حسین براہوی	---	---	---	---	120/-	120/-
57	صادق علی حسن آبادی	---	---	---	---	400/-	400/-

ٹوٹل: 10,695/-

مسجد کی تعمیر وتوسیع

تعاونوا علی البر والتقوی ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان (القرآن)

جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ عوامی کالونی کی تعمیر نو اور توسیعی منصوبے کا سنگ بنیاد بفضلِ تعالیٰ 16 فروری 2003 بمطابق ۱۴ ذی الحجہ ۱۴۲۳ھ رکھا گیا ہے۔ گو کہ اس بابرکت کام کا آغاز آج سے کئی سال پہلے ہی ہو چکا ہوتا مگر فنڈز کی شدید کمی کی وجہ سے جامع مسجد کی توسیع کا کام آج تک التوا کا شکار رہا جس کی وجہ سے نمازیوں کے لئے کافی عرصے سے شدید مشکلات کا سامنا تھا۔ خاص کر جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں اکثر نمازی جگہ کی کمی کے باعث عبادت الٰہی سے محروم رہتے تھے۔ ان تمام مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے انجمن ھذا نے اس عظیم منصوبے کا باقاعدہ آغاز کر دیا ہے۔ آپ تمام حضرات اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس انجمن کی مالی پوزیشن نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس کے جملہ اخراجات کالونی میں مقیم گنتی کے چند نوربخشی فیملی والوں کے چندے سے چلتے ہیں جو کہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس قلیل سرمائے سے اس عظیم منصوبے کی تکمیل تو درکنار انجمن کے جملہ اخراجات بمشکل پورے ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں انجمن ھذا نے آپ تمام مخیّر حضرات سے جو اپنی نیک کمائی سے اس نیک کام میں حصہ ڈالنا چاہتے ہیں رابطہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے گو کہ اس سے پیشتر بھی آپ تمام حضرات کا اس انجمن کے ساتھ بہت مالی تعاون رہا ہے۔ خاص کر کویت میں مقیم صوفیہ نوربخشیہ کے نوجوانوں کی انجمن خاص طور پر مشکور و ممنون ہے کہ انہوں نے ہر مشکل وقت میں ہمارا ساتھ دیا ہے اب جبکہ تعمیراتی کام اللہ کا نام لے کر شروع کر لیا ہے تو ہم ایک بار پھر آپ تمام مخیّر حضرات سے مالی تعاون کے لئے اپیل کرتے ہیں۔ ہمیں قوی امید ہے کہ آپ تمام حضرات اس بابرکت منصوبے کی تکمیل میں ہمارا ساتھ دینگے۔ اور دل کھول کر عطیات سے نوازیں گے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ پاک ہم سب کو اپنے اپنے نیک مقاصد میں کامیابی عطا فرمائیں۔ (آمین)

آپ کے تعاون کے متمنی:

انجمن صوفیہ نوربخشیہ،

عوامی کالونی کورنگی کراچی۔

بینک اکاؤنٹ بنام: محمد حسن

A/C PLS 3453/5

HBL (K.I.A. Branch)

فون: 021-5069478

موبائل: 0333-2167441